



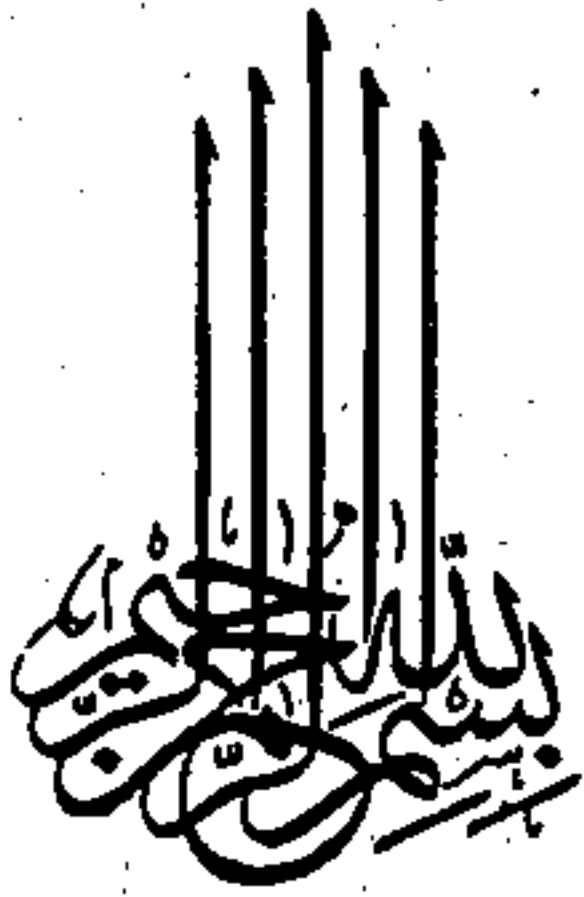
تخفُّ شَيْءٌ قَدَر

سوالاً جواباً

مرتب
محمد نعیم اللہ خاں اتقادی
(پیشوا کھنڈیہ، پیر الہ آباد، اتر پردیش)

فیضانِ قدس پبلی کیشنز کاؤنک

Click For More Books



تخفہ شکر

مرتب

محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)

فیضانِ قدس پبلی کیشنز کاؤنٹی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جملہ حقوق محفوظ ہیں

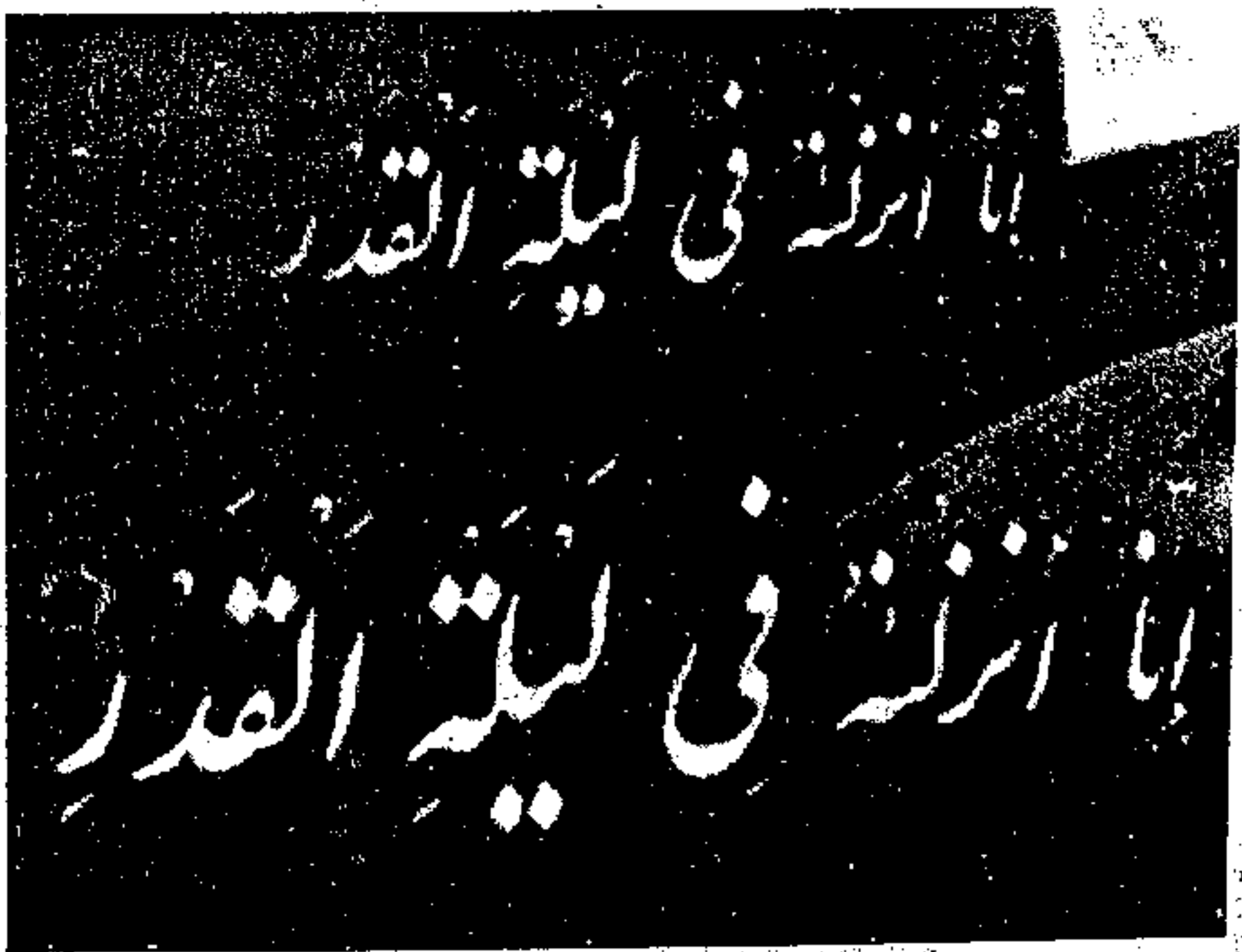
تخفہ شب قدر	نام کتاب
محمد نعیم اللہ خاں قادری (بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)	مرتب
600	تعداد
14 اگست 2011ء	سن اشاعت
120	صفحات
100 روپے	ہدیہ

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، محلہ رحمت پورہ گلی نمبر 1، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
جلالیہ صراط مستقیم گجرات / نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہر یہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموکی
مکتبہ فیضانِ مدینہ گکھڑ / مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / کرمانوالہ بک شاپ اردو بازار لاہور
صراط مستقیم پبلیکیشنز 5, 6 مرکز الاولیاء دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیاء اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلیکیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہر یہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان / مکتبہ صابریہ لاہور / اویسی بک شال گوجرانوالہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تَلَعُ الْعِلْمَ بِجَمَالِهِ
كَشَفَ الدُّرُجَةَ بِجَمَالِهِ
حَسَنَتِ مَنَاقِبُ خُصَّ
عَاقِلُ زَوَالِهِ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

7	لیلة القدر کے مختلف نام بتائیے؟	1
7	لیلة القدر کا مفہوم واضح کریں؟	2
15	شب قدر کس مہینے میں ہے؟	3
17	شب قدر کیونکر ہزار مہینوں سے افضل ہے؟ یعنی شب قدر کو ہزار مہینوں سے ہی بہتر کیوں فرمایا گیا ہے؟	4
20	کیا شب قدر کی وجہ سے سب کبیرہ و صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟	5
21	اس رات کو شب قدر کیوں کہتے ہیں؟	6
23	شب قدر میں پڑھی جانے والی مخصوص دعا کون سی ہے؟	7
23	شب قدر میں فرشتے زمین پر کیوں نازل ہوتے ہیں؟	8
24	زمین پر نازل ہونے کے بعد فرشتوں کے مبارک معمولات کیا ہوتے ہیں؟	9
27	کیا شب قدر جیسی رات کسی اور اُمت کو بھی ملی ہے؟ اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کو شب قدر ملنے کا سبب کیا ہے؟	10
30	شب قدر میں اللہ عز و جل کی طرف سے کیا کیا نوازشات ہوتی ہیں؟	11
31	شب قدر کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے؟	12
32	کیا شب قدر تمام دُنیا میں ایک ہی رات ہوتی ہے؟	13
32	شب قدر کی خصوصیات بیان کریں۔	14
34	شب قدر کی عظمت و شان بیان کریں؟ یہ عظمت و شان کیونکر ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھیں۔	15

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

54	شب قدر کا تعین کس طرح کیا جائے؟	16
	کیا شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے؟	
57	شب قدر ستائیسویں رمضان المبارک میں ہونے کو ترجیح کیوں دی جاتی ہے؟	17
62	شب قدر میں عبادت کس طرح سے کی جائے؟	18
63	شب قدر کی مخصوص دعا کی طرح کیا شب قدر کی کوئی مخصوص عبادت/عبادات ہیں؟	19
64	کیا شب قدر میں مسنون دعا کے علاوہ دوسری دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں؟	20
64	کیا شب قدر کی تلاش کیلئے ساری ساری رات عبادتیں کرنا اور ذکر و اذکار کا اہتمام کرنا ضروری ہے؟	21
65	شب قدر کے فیوض و برکات حاصل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟	22
65	لیلۃ القدر میں علماء کرام کے مبارک معمولات کیا ہوتے ہیں؟	23
67	شب قدر افضل ہے یا جمعۃ المبارک؟	24
70	لیلۃ القدر میں شب بیداری کیسے اور کہاں کی جائے؟	25
71	لیلۃ القدر میں خصوصی محافل کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟	26
71	لیلۃ القدر میں اگر جاہل لوگ منکرات و بدعات کے مرتکب ہوں تو کیا لیلۃ القدر میں شب بیداری کو ترک کر دینا چاہئے؟	27
72	لیلۃ القدر کے احکام و مسائل بیان کریں۔	28
80	حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کیلئے جو خاص دعا تعلیم فرمائی اس کی وضاحت کریں۔	29
88	حضور نبی کریم ﷺ کو شب قدر کا علم عطا فرمایا گیا یا نہیں؟	30
100	لیلۃ القدر کا ایک تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کریں؟	31

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: لیلة القدر کے مختلف نام بتائیے؟

جواب: سورة القدر سے واضح ہے کہ عربی زبان میں اس مبارک اور بابرکت رات کا نام لیلة القدر ہے اور فارسی زبان میں اسے ”شب قدر“ کہتے ہیں اور اردو میں یہ دونوں نام رائج ہیں۔

سوال: لیلة القدر کا مفہوم واضح کریں؟

جواب: مفسر قرآن، شارح بخاری و مسلم، حضرت علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر تبيان القرآن جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۸۹۰، ۸۹۱ میں فرماتے ہیں:

اس رات کو لیلة القدر اس لئے فرمایا ہے کہ ”قدر“ کا معنی تقدیر ہے: خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا ○ (الفرقان: ۲)

اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کا مناسب اندازہ کیا، اس رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال کیلئے جو امور چاہتا ہے وہ مقدر فرما دیتا کہ اس سال میں کتنے لوگوں پر موت آئے گی، کتنے لوگ پیدا ہوں گے اور لوگوں کو کتنا رزق دیا جائے گا، پھر یہ امور اس جہان کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کو سونپ دیئے جاتے ہیں اور وہ چار فرشتے ہیں: اسرافیل، میکائیل، عزرائیل اور جبریل علیہم السلام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوح محفوظ سے لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال کتنا رزق دیا جائے گا اور کتنی بارشیں ہوں گی، کتنے لوگ زندہ رہیں گے اور کتنے مر جائیں گے۔ عکرمہ نے کہا: لیلة القدر میں بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کسی نام کی کمی کی جاتی ہے اور نہ کسی نام کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شب میں مستقبل میں ہونے والے امور کے متعلق فیصلے فرماتا ہے اور ان فیصلوں کو ان فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے جو ان کو نافذ کرتے ہیں۔

اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ”قدر“ کا معنی عظمت اور شرف ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ (الانعام: ۹۱) انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی جیسے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی بہت قدر و منزلت ہے، زہری نے کہا: اس رات میں عبادت کرنے کی بہت قدر و منزلت ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ ابو بکر و راق نے کہا: جس شخص کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو جب وہ اس رات کو عبادت کرتا ہے تو وہ بہت قدر اور عظمت والا ہو جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والی کتاب، بہت عظیم الشان رسول پر بہت عظمت والی اُمت کیلئے نازل کی گئی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے فرمایا ہے کہ اس رات میں بہت قدر و منزلت والے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت خیر اور برکت اور مغفرت نازل فرماتا ہے۔ سہل نے کہا: اس رات کو لیلۃ القدر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کیلئے رحمت کو مقدر کر دیا ہے۔ خلیل نے کہا: ”قدر“ کا معنی تنگی بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے: وَمَنْ قَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ (الطلاق: ۷) جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا اس رات میں اتنی کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ زمین ان سے تنگ ہو جاتی ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۲۰، ص ۱۱۶، دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم کے صفحہ ۶۱۷ میں لکھتے ہیں:

قدر کا معنی تقدیر اور قسمت بھی ہے اور عزت و منزلت بھی۔ یہاں دونوں معنی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لئے جاسکتے ہیں۔ بتایا کہ معمولی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں اللہ کے اس کلام معجز نظام کے نزول کی ابتداء ہوئی جو قسمت اور تقدیر کو بدلنے والا ہے کسی ایک شخص یا قبیلے یا ملک کی نہیں بلکہ نوع انسانی کے اُن تمام افراد کی جو اُس کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص بھی نہیں۔ جس طرح اس رسول کی رسالت قید زمانی سے ماورا ہے اسی طرح اس کا لایا ہوا کلام بھی ان زمانی حدود سے نا آشنا ہے۔ یا اس سے اُس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی جا رہی ہے جس رات کی خاموشیوں میں یہ صحیفہ رشد و ہدایت نازل ہوا اور اُس ذات اقدس و اطہر کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ بتا دیا کہ اس رات کی خیرات و برکات ہزار ماہ کی عبادت سے برتر ہیں۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

مفسر قرآن مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ابوالحسنات اپنی ”تفسیر الحسنات“ کی جلد ہفتم کے صفحہ ۴۹۲ میں لکھتے ہیں:

زہری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس رات کی بزرگی اور عظمت و فضیلت کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا گیا کہ قدر کے معنی عزت و شرف کے ہیں اور اس سے واضح ہے کہ نزول قرآن کا وقت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ حسین بن فضل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ اُمور جو آئندہ سال ہونے میں مقدر ہو چکے اس رات میں ملائکہ علیہم السلام اور کارکنان قضاء و قدر کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں جبکہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایسا پندرہ شعبان (شب برأت) کو ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ شب برأت (پندرہ شعبان المعظم) کو تمام احکام کو تفویض کر دیا جاتا ہے۔ بغوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس شب میں اللہ کے نزدیک نیک کاموں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور عبادات و طاعات کا ثواب بہت زیادہ ہے اور عند اللہ ان کی قدر و قیمت بھی بہت عظیم ہے۔ سیوطی نے الاتقان میں نقل کیا ہے کہ شب قدر میں نزول قرآن کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم جو لیلة المبارکہ (پندرہ شعبان) میں پورے کا پورا آسمان دنیا کے بیت العزت میں اتارا گیا تھا وہ شب قدر میں حضور اکرم ﷺ پر نجا نجا اتارا گیا یعنی قرآن کا نزول سابقہ کتب کی طرح یکبارگی پندرہ شعبان کو ہوا اور لیلة القدر میں ضرورت کے مطابق نزول کا آغاز ہوا۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی، استاد و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اپنی تصنیف ”پانچ مبارک راتیں“ کے صفحہ نمبر ۳۸ (برکاتی پبلشرز، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی) میں لکھتے ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرور کائنات، فخر موجودات، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کو ”خیر اُمت“ کا خطاب دیا اور اُسے ”افضل الامم“ بنایا تو اُس نے اس اُمت کو بہت سے ایسے خصائص و امتیازات بھی عطا کئے جو گزشتہ اُمتوں کے حصے میں نہیں آئے، انہیں خصائص میں سے ایک اہم خصوصیت شب قدر کی نعمت عظمیٰ ہے جو سرکار کی شب ولادت کے بعد تمام مقدس راتوں میں سب سے عظیم و افضل ہے، یہ آسمان پر فرشتوں کیلئے عید کی رات ہے اور زمین پر انسانیت کیلئے معراج کمال کے حصول کی رات ہے۔ یہ وہ رات ہے جس میں دریائے کرم جوش پر ہوتا ہے اور کسی بھی طالب خیر کو محروم نہیں کیا جاتا، رات پھر رحمتوں کی برسات ہوتی ہے، خیرات و برکات کا نزول ہوتا ہے، مردہ دلوں کو زندگی عطا کی جاتی ہے اور روحوں کی تاریک دنیا کو ان کے ورود مسعود سے بقعہ نور بنا دیا جاتا ہے۔ قرآن مقدس جو خدائے ذوالجلال کا آخری کلام اور دنیا کی سب سے عظیم و بابرکت کتاب ہے، حو آسمانی کتابوں میں بھی اپنی ہمہ گیری اور وسعت و حفاظت کے لحاظ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے آفتاب کی طرح تاباں و درخشاں ہے جس کی نور پیزی و ضو فشاںی نے نہ جانے کفر کی کتنی مہیب تاریکیوں اور گھنگھور گھٹاؤں میں ایمان و ایقان کا چراغ جلایا اور نہ معلوم اس کی اثر آفرینی و اعجاز بیانی نے کتنے قلوب کو مسحور کیا خلاصہ یہ کہ جو ساری کائنات کیلئے نجات و فلاح کا ضامن ہے رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا گنجینہ ہے وہ مقدس کلام اسی مقدس رات میں آسمان دنیا کی طرف نازل ہوا یہ عظیم امانت اس عظیم رات میں انسانوں کیلئے ”بیت العزۃ“ کے سپرد ہوئی۔

☆ استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فضل الدین نقشبندی اپنے رسالہ ”فضائل وسائل شب قدر“ کے مقدمہ میں (صفحہ نمبر ۱۳، مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی) لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر عبادت کی رات ہے اللہ کے حضور سر بسجود ہونے کی رات ہے رحمت خداوندی کے حصول کی رات ہے گناہوں سے معافی مانگنے کی رات ہے لیلۃ القدر خیر من الف شہر ہزار مہینے سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کی رات ہے بد بختوں کیلئے بخت سنوارنے کی رات ہے روح الامین سے ملاقات کی رات ہے وہ رات جو صبح تک سلامتی ہی سلامتی ہے سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ خدا تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہنے کی رات ہے دُعاء اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ورد شریف کی رات ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

اے اللہ! بے شک تو معافی کو پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف فرما دے!

آگے صفحہ نمبر ۱۵ میں ”لیلۃ القدر“ کے معنی کے تحت لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر کے معنی ہیں۔ عظیم رات یا فیصلہ والی رات۔ اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس رات میں آئندہ سال تک ہونے والے تمام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

واقعات مقدر کر دیئے جاتے ہیں۔

✽ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری اپنے رسالہ ”مبارک راتیں“ (مطبوعہ قادریہ پبلشرز کراچی) کے نمبر ۳۱ میں لکھتے ہیں:

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ:

اس مقدس اور مبارک رات کا نام ”لیلۃ القدر“ رکھے جانے کی چند حکمتیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) قدر کے ایک معنی مرتبے کے ہیں اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس رات کی عظمت و بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ کی وجہ سے اس کا نام ”لیلۃ القدر“ یعنی اعلیٰ مرتبے والی رات رکھا گیا ہے۔ اس رات میں عبادت کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے جو کوئی اس رات میں عبادت کرتا ہے وہ بارگاہِ الہی میں قدر و منزلت والا ہو جاتا ہے اور اس رات کی عبادت کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

ایک اور حکمت لیلۃ القدر کی یہ ہے کہ اس رات میں عظمت و بلند مرتبہ والی کتاب نازل ہوئی ہے۔ کتاب اور وحی لے کر آنے والے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی بلند مرتبے والے ہیں اور یہ عظیم الشان کتاب ”قرآن مجید“ جس محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ بھی بڑی عظمت اور بلند مرتبے والے ہیں سورۃ القدر میں اس لفظ ”قدر“ کے تین مرتبہ آنے میں شاید یہی حکمت ہے۔

(۲) ”قدر“ کے ایک معنی تقدیر کے بھی ہیں اور چونکہ اس رات میں بندوں کی تقدیر کا وہ حصہ جو اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہوتا ہے وہ متعلقہ فرشتوں کو سونپ دیا جاتا ہے اس لئے بھی اس رات کو شبِ تقدیر کہتے ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

☆ علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی ایم اے اپنی کتاب ”نور بھری راتیں“ (مطبوعہ مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد) کے صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶ میں لکھتے ہیں:

قدر کا معنی..... عظمت ہے شرف ہے۔

عرب کہتے ہیں:

لِفُلَانٍ قَدْرٌ عِنْدَ فُلَانٍ

فلاں شخص فلاں کے ہاں صاحبِ عظمت ہے صاحبِ شرف ہے اس معنی کے اعتبار سے اس شب کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات عبادت کرنے والا پروردگارِ عالم کے حضور صاحبِ شرف ہوتا ہے صاحبِ عظمت ہوتا ہے۔ ہاں ہاں اس لئے بھی کہ اس رات کی گئی عبادت قبولیت جزاء ثواب اجر کے اعتبار سے ذی قدر ہوتی ہے۔

سنو سنو..... ابو بکر الوراق کہتے ہیں:

سُمِّيَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لِأَنَّهُ نَزَلَ فِيهَا كِتَابُ ذُو قَدْرٍ عَلَى لِسَانِ
مَلِكٍ ذِي قَدْرٍ عَلَى أُمَّةٍ ذِي قَدْرٍ

اس رات کو لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قدر و شرف والی کتابِ عظیم و جلیل فرشتہ عظیموں اور رفعتوں والی اُمت کیلئے لے کر آیا نازل ہونے والی کتاب بھی قدر والی لانے والا جبرئیل علیہ السلام بھی صاحبِ قدر..... اور جس کی طرف آئی وہ اُمت بھی ذی قدر..... تو لازم ہے جس رات میں نازل ہو وہ بھی لیلۃ القدر ہو۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ طیبہ میں لفظ لیلۃ القدر تین بار آیا اور تینوں کی عظمتوں کی طرف اشارہ کر گیا۔ (کبیر)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”موسم رحمت“ (مطبوعہ حنفیہ پاک پبلی کیشنز کھارادر کراچی نمبر ۲) کے صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲ میں لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! اس رات کی فضیلت و بزرگی کا کیا کہنا؟ خداوند قدوس نے اس رات کا نام ہی ”لیلۃ القدر“ رکھا یعنی عظمت اور مرتبے والی رات اور اس کی فضیلت کیلئے قرآن مجید میں سورۃ القدر نازل فرمائی، جس میں فرمایا کہ شب قدر وہ قدر و منزلت والی رات ہے کہ اس رات میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا اور اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اس رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کا ایک عظیم لشکر ساتھ لے کر زمین پر تشریف لاتے ہیں یہ رات زمین و آسمان اور سارے جہان کیلئے سلامتی کا نشان ہے، غروب آفتاب سے طلوع فجر تک اس کے انوار و برکات کی تجلیاں برابر قائم رہتی ہیں۔

☆ حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب نوری اپنے رسالہ ”فضائل و اعمال شب قدر“ میں لکھتے ہیں:

”شب قدر جسے اللہ جل مجدہ نے لیلۃ القدر کے مبارک خطاب سے نوازا وہ حسین و جمیل رات جو قرآن کریم کو اپنے آغوش رحمت میں لے کر آئی، وہ رات جو گنہگاروں کو نجات و مغفرت کا مودہ سناتی ہے، وہ رات جس کے ماہِ کامل کی گواہی میں انسانوں کی قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں، وہ رات جس کے پردے میں ستار العیوب شرم عصیاں کی لاج رکھتا ہے، وہ رات جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہل من مغیث یغیثنا کے مبارک فرمان کے ساتھ سائلوں کی تلاش کرتی ہے، وہ رات جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی معیت میں نورانی جھنڈے ہاتھوں میں لئے زمین پر اترتے ہیں اور ہر مومن مسلمان کے گھر اور مسکن میں داخل ہو کر نجات و مغفرت کا مژدہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سناتے ہیں اور شب بیداروں کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔ یہ انوار و برکات کا سلسلہ طلوع فجر تک قائم رہتا ہے۔

سوال: شب قدر کس مہینے میں ہے؟

جواب: مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم کے صفحہ ۶۲۰ میں لکھتے ہیں:

رہی یہ بات کہ یہ رات کس مہینہ کی ہے اور کس تاریخ کو آتی ہے؟ مہینہ کا فیصلہ تو خود قرآن کریم نے کر دیا کہ قرآن کا نزول رمضان میں ہوا۔ ثابت ہوا کہ یہ رات ماہ رمضان ہی کی کوئی رات ہے۔ تاریخ کے تعین کے بارے میں علماء کا بڑا اختلاف ہے۔ چالیس کے قریب اقوال مذکور ہیں لیکن صحیح حدیث میں یہ الفاظ موجود ہے۔ تحر والیلۃ القدر فی العشر الاواخر من رمضان کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ حضرت ابی بن کعب تو اس پر قسم بھی کھایا کرتے تھے۔

اس کو متعین نہ فرمانے میں بھی کئی حکمتیں ہیں تاکہ مسلمان اس رات کی تلاش میں زیادہ نہیں تو کم از کم پانچ طاق راتیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزاریں۔ اگر رات متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو ہی جاگتے اور عبادت کرتے۔ نیز اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا تو اسے ذکر و عبادت میں گزارنے والے تو اجر عظیم کے مستحق قرار پاتے لیکن اسے گناہوں میں صرف کرنے والے بھی سنگین سزا میں مبتلا کئے جاتے کیونکہ انہوں نے شب قدر کو پہچانتے ہوئے اسے خدا کی نافرمانی میں ضائع کیا۔ اس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لئے رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مستور کھا جائے تاکہ اگر کوئی بے نصیب بے خبری میں اس رات کو گناہوں کی بھینٹ چڑھاتا ہے تو اسے گناہ ایک عام رات کا ملے اور جاگنے والے زیادہ راتیں جاگتے رہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو رات اپنے مالک حقیقی کی یاد میں بسر ہوتی ہے اہل عشق کے لئے وہ بھی لیلة القدر ہے۔ عارف ربانی عمر بن فارض قدس سرہ کا یہ شعر کتنا پیارا ہے:

وکل الليالي ليلة القدر ان دلت

کا کال ایام اللقاء يوم جمعة

ترجمہ: اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ساری راتیں لیلة القدر ہیں جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا مبارک دن ہے۔

مفسر قرآن ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اپنی تفسیر الحسنات کی جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۴۹۳ میں لکھتے ہیں:

لیلة القدر ماہ رمضان کے ساتھ ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں تصریح ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ بِهِ مَهِينَةُ رَمَضَانَ كَاوَهُ مَهِينَةٍ هِيَ جَسْمٌ فِيهِ قُرْآنٌ حَكِيمٌ اتارا گیا اور اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ اور بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا دونوں آیات سے واضح ہے کہ لیلة القدر ماہ رمضان ہی کی ایک رات ہے بعض علماء کرام کا قول ہے کہ شب قدر رمضان میں بھی ہوتی ہے اور غیر رمضان میں بھی لیکن یہ قول درست نہیں۔ امام احمد بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَحْرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَسْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ تم لیلة القدر کو ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہذا لیلة القدر ماہ رمضان ہی کی ایک رات

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کی آخری تاریخ کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا لوگو! تمہارے پاس ایسا با عظمت مہینہ آرہا ہے اور یہ برکت والا مہینہ ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے بھی لیلة القدر کا شہر رمضان سے خاص ہونا واضح ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔

سوال: شب قدر کیونکر ہزار مہینوں سے افضل ہے؟

یعنی شب قدر کو ہزار مہینوں سے ہی بہتر کیوں فرمایا گیا ہے؟

جواب: لیلة القدر ہزار مہینوں سے افضل ہونے کی کئی وجوہات علماء کرام نے بیان فرمائی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلة القدر میں قیام کیا تو اللہ سبحانہ اس کے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۰۱۴، سنن نسائی رقم الحدیث ۲۲۰۶، مسند احمد جلد ۲، ص ۵۰۳)

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی 'تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲، صفحہ ۸۹۲ میں "لیلة القدر کے فضائل" کے تحت لکھتے ہیں:

لیلة القدر کے فضائل:

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے معتد اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ امتوں کی عمریں دکھائی گئیں تو آپ نے اپنی اُمت کی عمروں کو کم سمجھا اور یہ کہ وہ اتنے عمل نہیں کر سکیں گے جتنے لمبی عمر والے لوگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لیلۃ القدر عطا کی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(موطا امام مالک رقم الحدیث ۷۲۱، باب لیلۃ القدر)

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا، جو اللہ کی راہ میں ایک ہزار سال تک ہتھیار پہنے رہا، مسلمانوں کو اس پر بہت تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ (القدر-۱-۳)

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث ۱۹۴۲۲، تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۵۹۳)

علی بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کے چار شخصوں نے اسی (۸۰) سال تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور ان کے نام بتائے: حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن العجوز اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو تعجب ہا، تب آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ کی امت کو اس پر عجب ہے کہ ان لوگوں نے اسی سبب عبادت کی اور ہلک جھپکنے کی مقدار بھی نافرمانی نہیں کی اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز نازل کی ہے پھر آپ کے سامنے سورۃ القدر ۱-۳ آیات تلاوت کیں اور کہا: یہ اس سے افضل ہے جس پر آپ کو اور آپ کی امت کو تعجب ہوا، پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب خوش ہو گئے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث ۱۹۴۲۶، تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۵۹۳)

مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۱۹ میں لیلۃ

القدر خیر من الف شهر کے تحت لکھتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ ایک رات ایک ہزار ماہ سے بھی افضل ہے۔ یہ بہتری اور افضلیت کس اعتبار سے ہے؟ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے: العمل فیہا خیر من العمل فی الف شہر لیس فیہا لیلة القدر کہ اس ایک رات میں جو عمل کیا جاتا ہے وہ ایک ہزار ماہ کے عمل سے بہتر ہے جس میں لیلة القدر نہ ہو۔ علامہ قرطبی نے اپنی رائے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ وفي تلك الليلة يقسم الخير الكثير الذي لا يوجد مثله في الف شهر کہ اس رات میں اتنی خیر کثیر تقسیم کی جاتی ہے جتنی ایک ہزار مہینہ میں بھی تقسیم نہیں ہوتی اور یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ انسان کی اصلاح اور فلاح کیلئے جو کام (نزول قرآن) اس ایک رات میں ہوا یہ ہزار مہینے کی کوششوں سے بھی بہتر اور افضل ہے۔

مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر ”تبیان القرآن“ کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۴، ۸۹۵ میں لکھتے ہیں:

ثواب میں اضافہ:

شب قدر میں عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادتوں سے زیادہ دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں یہ سوال کیا جاتا ہے: کیا اس ایک رات میں عبادت کرنے کے بعد انسان ایک ہزار ماہ کی عبادتوں سے آزاد ہو جاتا ہے؟ اسی طرح ایک نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہے اور کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے تو کیا کعبہ میں ایک نماز پڑھنے سے ایک کم ایک لاکھ نمازیں انسان سے ساقط ہو جاتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر کی عبادت نفلی ہے اور ہزار ماہ میں جو فرائض اور واجبات ہیں یہ نفلی عبادت ان کے قائم مقام نہیں ہو سکتی رہا یہ کہ ایک فرض کا ثواب اس فرض کی دس مثالوں کے برابر ہوتا ہے یا کعبہ کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے مساوی ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اس فرض کے ادا کرنے کا مکلف ہے جو دس مثالوں کے یا ایک لاکھ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مثلوں کے مساوی ہے ان مثلوں میں سے کوئی ایک مثل اس فرض کے مساوی نہیں جو دس یا ایک لاکھ مثلوں کے برابر ہے لہذا ان مثلوں سے فرض کی تکلیف ساقط نہیں ہو سکتی اس لئے ایک نماز پڑھ کر انسان دس نمازوں سے بری ہو سکتا ہے نہ شب قدر کی عبادت سے ہزار ماہ کی عبادتوں سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

گناہ میں اضافہ:

ایک بحث یہ بھی غور طلب ہے کہ جس طرح شب قدر میں عبادت کرنے سے ثواب بڑھ جاتا ہے کیا اس طرح شب قدر میں گناہ کرنے سے سزا بھی زیادہ ہوتی ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو قطعی طور پر شب قدر کا علم ہو جائے اور پھر وہ اس رات میں قصداً گناہ کرے تو یقیناً اس کا یہ گناہ اور راتوں کے گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور وہ زیادہ سزا کا مستحق ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ: مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلُهَا (الانعام: ۱۶۰) جو شخص جتنی برائی کرے گا اسے اتنی برائی ہی کی سزا ملے گی پھر اس رات میں قصداً گناہ کرنے والا کیوں زیادہ سزا کا مستحق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب قدر میں گناہ کرنے والے کی دو زیادتیاں ہیں ایک گناہ کی اور ایک شب قدر کے تقدس کو پامال کرنے کی جس طرح گھر میں گناہ کی بہ نسبت حرم کعبہ میں وہ گناہ کرنا زیادہ بڑا ہے اس لئے جو شخص شب قدر میں گناہ کرے گا اس کو اسی گناہ کو سزا ملے گی لیکن ظاہر ہے کہ اس رات کا جرم اور راتوں کے جرم کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

سوال: کیا شب قدر کی وجہ سے سب کبیرہ و صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَ
احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس
نے رمضان کے روزے ایمان کی تکمیل اور حصولِ اجر کیلئے رکھے، اُس کے گزشتہ گناہ
معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان اور ثواب کے حصول کیلئے رات کو قیام کیا
اُس کے گزشتہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں اسی طرح جو ایمان اور حصولِ اجر کیلئے لیلۃ
القدر میں قیام کرتا ہے اُس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ رمضان کے روزے رات کے قیام اور لیلۃ
القدر میں قیام (عبادت) سے گزشتہ گناہ معاف ہوتے ہیں کیا کسی عالم دین نے یہ کہا
کہ رات کے قیام یا رمضان کے روزوں سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں ہرگز نہیں یہ
خوشخبری صرف صغیرہ گناہوں کے متعلق ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: پانچوں نمازیں ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک
اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا
جاتا رہے۔

سوال: اس رات کو شبِ قدر کیوں کہتے ہیں؟

جواب: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ موعظِ نعیمیہ کے ص ۶۲ میں رقم
فرماتے ہیں:

اس شب کو لیلۃ القدر چند وجوہ سے کہتے ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- (۱) اس میں سالِ آئندہ کے اُمور مقرر کر کے ملائکہ کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔
قدر بمعنی تقدیر یا قدر بمعنی عزت یعنی عزت والی رات۔
- (۲) اس میں قدر والا قرآن پاک نازل ہوا۔
- (۳) جو عبادت اس میں کی جائے اُس کی قدر ہے۔
- (۴) قدر بمعنی تنگی یعنی ملائکہ اس رات میں اس قدر آتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

ان وجوہ سے اسے شب قدر یعنی قدر والی رات کہتے ہیں۔ مفتی محمد خان قادری اپنے رسالہ (مطبوعہ عالمی دعوت اسلامیہ فصیح روڈ اسلامیہ پاک لاہور) ”شب قدر اور اس کی فضیلت“ کے صفحہ نمبر ۴ میں ”شب قدر“ کا معنی و مفہوم کے تحت لکھتے ہیں:

- (۱) امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قدر کا معنی ”مرتبہ“ کے ہیں، چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے اسے لیلة القدر کہا جاتا ہے۔
- (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کی تقدیر و فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے اس وجہ سے یہ لیلة القدر کہلاتی ہے۔
- (۳) اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب قابل قدر اُمت کیلئے صاحب قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورت میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔
- (۴) قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی رات کہتے

کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرشِ زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (الحازن ۳: ۳۹۵)

(۵) امام ابو بکر الوراق رحمۃ اللہ علیہ قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحبِ قدر بنا دیتی ہے اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں ہوتا۔ (القرطبی، ۲۰، ۱۳۱)

سوال: شبِ قدر میں پڑھی جانے والی مخصوص دعا کون سی ہے؟

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی دوسری فصل میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تعلیم فرمائیں کہ اگر مجھے شبِ قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں؟“ آپ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

پڑھو۔ (احمد، ابن ماجہ اور صاحبِ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

سوال: شبِ قدر میں فرشتے زمین پر کیوں نازل ہوتے ہیں؟

جواب: شبِ قدر میں فرشتے زمین پر اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہر اس شخص کیلئے دعاءِ مغفرت کریں جو کسی بھی حالت میں اللہ عزوجل کو یاد کر رہا ہو جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے۔

مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی تیسری فصل میں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب لیلة القدر ہوتی ہے تو جنابِ جبرائیل ملائکہ کے جلو میں آتے ہیں اور ہر اس بندے کیلئے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کی عبادت میں ہوتا ہے اور جب بندوں کی عید یا افطار کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے:

”اے فرشتو! اس مزدور کیلئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے؟“ تو فرشتے عرض کرتے ہیں ”اے رب کریم! اس کا صلہ پوری مزدوری ہے جو اس کو ادا کی جائے۔“ تب رب کریم فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا اور اب وہ مجھے پکارتے اور دعا کرتے ہوئے عید گاہ کی طرف نکلے ہیں میرے عزت و جلال، کرم اور علو مرتبت کی قسم میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واپس ہو جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس بات کو نقل کرتے ہوئے نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب یہ لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔ (شعب الایمان)

سوال: زمین پر نازل ہونے کے بعد فرشتوں کے مبارک معمولات کیا ہوتے ہیں؟

جواب: زمین پر نازل ہونے کے بعد فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں سلام و مصافحہ کرتے ہیں شفاعت کرتے ہیں خانہ کعبہ کا طواف اور اسی طرح کے دوسرے امور انجام دیتے ہیں۔

❖ مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی تیسری فصل میں ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَضْرَةِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كُتِبَ عَلَيْكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
آتے ہیں اور ہر اُس بندے کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کی عبادت میں ہوتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان جلد ۳، ص ۳۴۳)

☆ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے اُس شب میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۵۱)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں سے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے سلام و مصافحہ کرتے ہیں تو اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل خشیت الہی سے لرزنے لگتا ہے اور اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۵۳۵)

☆ حضرت یحییٰ بن ابی میسرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”میں نے ۲۷ ویں شب میں خانہ کعبہ کا طواف کیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے فضا میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔“ (شعب الایمان للبیہقی جلد ۳، ص ۳۳۲)

☆ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”فرشتے اس رات کو اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہم پر سلام پہنچائیں اور ہماری شفاعت کریں سو جس کو ان کا سلام پہنچے گا اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“ (تفسیر کبیر جلد ۱۱، ص ۲۳۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

☆ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری ”تفسیر الحسنات“ جلد ہفتم

نمبر ۴۶۹ میں لکھتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غنیۃ الطالبین جو قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کتاب ہے، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب لیلة القدر ہوتی ہے حق سبحانہ و تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم فرماتے ہیں تو وہ اپنے ساتھ سدرۃ المنتہی کے ساکنوں (فرشتوں) کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں جن کی تعداد ستر ہزار ہوتی ہے جن کے پاس نور کے جھنڈے ہوتے ہیں پھر جب وہ زمین پر اتر پڑتے ہیں تو جبریل علیہ السلام اپنے جھنڈے اور فرشتے (علیہم السلام) اپنے اپنے جھنڈوں کو چار مقامات پر نصب کرتے ہیں، کعبہ کے قریب، روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، مسجد بیت المقدس اور مسجد طور سیناء کے نزدیک پھر جبرائیل علیہ السلام ان فرشتوں سے کہتے ہیں پھیل جاؤ تو وہ پھیل جاتے ہیں اور کوئی گھر، کوئی پتھر، کوئی مکان اور کوئی کشتی باقی نہیں رہتی کہ اس میں مومن مرد یا عورت ہو کہ اس میں ملائکہ علیہم السلام داخل نہ ہوں۔ سوائے اس گھر کے جس میں کتاب خنزیر یا شراب یا فعل حرام کا مرتکب جنسی یا بتوں کی تصاویر و مجسمے وغیرہ ہوں یعنی ان میں داخل نہیں ہوتے۔ تو وہ اللہ عز و جل کی تسبیح کہتے ہیں، اس کی پاکی بولتے ہیں اور جہلیل کہتے ہیں (لا الہ الا اللہ) کا ذکر کرتے ہیں اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ صبح چمکتی ہے پھر وہ آسمانوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں تو آسمان دنیا کے رہنے والے ان کا استقبال کرتے ہیں تو وہ ان فرشتوں سے کہتے ہیں کہ تم کہاں سے آرہے ہو تو وہ کہتے ہیں ہم دنیا میں تھے کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہ رات یعنی لیلة القدر تھی تو وہ ساکنان آسمان دنیا کہتے ہیں تو اللہ کریم نے امت محمدیہ کی حوائج اور ضرورتوں کے ساتھ کیسا فرمایا تو جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ نے ان کے نیکو کاروں کو بخش دیا اور ان کے گنہگاروں کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی تو آسمان دنیا کے فرشتے بلند آوازوں سے جہانوں کے پروردگار کی تسبیح و تقدیس اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تعریف کرتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے اس اُمت کیلئے عطا فرمایا۔ اور یونہی سارے آسمانوں اور اہل جنت بھی دعا فرماتے ہیں اور عرش بھی یونہی فرماتا ہے پھر حق سبحانہ و تعالیٰ اس امر کی تصدیق فرماتا ہے کہ میرے نزدیک اُمت محمدیہ کیلئے بڑی رحمت و کرامت ہے اور وہ انعام ہیں جنہیں نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گزرا۔

نوٹ: فرشتے پانچ گھروں میں نہیں جاتے۔

(۱) جس گھر میں کتا ہو۔

(۲) جس میں خنزیر ہو۔

(۳) جس گھر میں شراب ہو۔

(۴) جس گھر میں جبنی ہو۔

(۵) جس گھر میں تصویر ہو۔

سوال: کیا شبِ قدر جیسی رات کسی اور اُمت کو بھی ملی ہے؟

اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کو شبِ قدر ملنے کا سبب کیا ہے؟

جواب: کسی اور اُمت کو شبِ قدر جیسی رات عطا نہیں کی گئی یہ صرف اور صرف اُمت

محمدیہ کا خاصہ ہے جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو لیلۃ القدر عطا کی ہے اور اس سے پہلی اُمتوں کو عطا نہیں کی۔

(الدر المنثور جلد ۸، ص ۵۲۲، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

شبِ قدر اُمت محمدیہ کو ملنے کے متعلق ایک روایت حضرت شمعون کی ملتی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے اس روایت کو مکاشفۃ القلوب میں یوں رقم کیا ہے:

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص جس کا نام شمعون تھا اس نے کامل ایک ہزار ماہ دشمنوں سے جہاد کیا اور کبھی بھی اس کے گھوڑے کا منہ (پسینہ سے) خشک نہ ہوا اسے اللہ تعالیٰ نے جو قوت اور دلیری عطا فرمائی تھی اُس کے بل بوتے پر اُس نے دشمنوں کو مغلوب کیا تا آنکہ ان کے دل بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس کی عورت کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ اس بات کے ضامن ہیں کہ وہ عورت کو سونے سے بھرا ہوا تھال پیش کریں گے اگر وہ اپنے شوہر کو قید کر لے تا کہ وہ اس مردِ مجاہد کو اپنے تیار کردہ مکان میں قید کر دیں اور سب لوگ راحت و سکون پائیں چنانچہ جب وہ سو گیا تو عورت نے اسے کھجور کے چھال سے بٹے ہوئے مضبوط رستوں سے باندھ دیا جب وہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے جسم کو حرکت دی جس سے اُس نے رسیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس نے عورت سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عورت بولی کہ میں تمہاری قوت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی۔

جب کافروں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے عورت کی طرف ایک موٹی زنجیر بھیجی۔ عورت نے رات کو اُسے پھر باندھ دیا اور اس مردِ مجاہد نے پہلے کی طرح اُسے بھی توڑ دیا۔ تب ابلیس کافروں کے پاس آیا اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ وہ عورت سے کہیں کہ وہ مرد ہی سے پوچھئے کہ ایسی کون سی چیز ہے جس کے توڑنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا؟ چنانچہ انہوں نے عورت کی طرف آدمی بھیجا اور اسے یہی کہلا بھیجا۔ چنانچہ اس عورت نے جب یہ سوال کیا تو اس مردِ مجاہد نے کہا کہ میرے گیسو اس کے اٹھارہ طویل گیسوتھے جو زمین پر گھسٹتے رہتے تھے۔ جب وہ سو گیا تو عورت نے چار گیسوؤں سے اس کے پاؤں اور چار سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پھر کافر آگئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی قربان گاہ کی طرف لے گئے وہ چار سو ہاتھ بلند تھی مگر اتنی بلندی اور فراخی کے باوجود اس میں صرف ایک ستون تھا۔ کافروں نے اس کے کان اور ہونٹ کاٹ دیئے اور وہ تمام وہیں جمع تھے۔

تب اس مرد مجاہد نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے دن بندھنوں کو توڑنے کی قوت بخش اور ان کافروں پر یہ ستون مع سقف کے گرا دے اور اسے ان کے چنگل سے نجات دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت بخشی۔ وہ ہلا تو اس کے تمام بندھن ٹوٹ گئے۔

تب اس نے ستون ہلایا جس کی وجہ سے چھت کافروں پر آگری اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور اسے نجات بخشی، جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم بھی اس جیسا ثواب پاسکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں پھر آپ نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلة القدر عطا کی۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں سورۃ القدر کے تحت یہ وجہ بھی بیان کی ہے۔

آنحضرت ﷺ کو ایک روز ان کی اُمت کی عمریں دکھائی گئیں تو ان میں سے اکثر ساٹھ اور ستر برس کے درمیان تھیں۔ آنحضرت ﷺ غمگین ہوئے کہ اتنی سی عمر میں میری اُمت کیا کام کرے گی، اور ان سے کیا ہو سکے گا، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز اگلی اُمتوں والے بڑی بڑی عمروں کا ثواب پاویں اور میری اُمت تھوڑی عبادت کے واسطے شرمندہ ہو، حق تعالیٰ نے آپ کی خاطر مبارک کی تسلی کے واسطے یہ سورہ نازل فرمائی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: شبِ قدر میں اللہ عزوجل کی طرف سے کیا کیا نوازشات ہوتی ہیں؟

جواب: اس رات اللہ عزوجل زمین و آسمان، نباتات و حیوانات، المختصر ہر عالم کی مخلوق پر بے حد و انتہا نوازشات فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل کی ان نوازشات کو بیان کرنا ممکن نہیں۔
چند ایک واقعات سے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے:

حضرت سیدنا عبید ابن عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں ایک رات بحیرہ قلزم کے کنارے پر تھا اور اسی کھاری پانی سے وضو کرنے لگا، جب میں نے وہ پانی چکھا تو وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا معلوم ہوا، مجھے سجدہ تعجب ہوا، میں نے جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا:
”اے عبید! وہ لیلۃ القدر ہوگی۔“

مزید فرمایا ”جس شخص نے یہ رات اللہ عزوجل کی یاد میں گزاری اُس نے گویا ہزار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ عبادت کی اور اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔“
(تذکرۃ الولا عظیمین ص ۶۲۶)

آب و ہوا معتدل ہوتی ہے:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ وہ مبارک شب کھلی ہوئی، روشن اور بالکل صاف و شفاف ہوتی ہے۔ اس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سردی، بلکہ یہ رات معتدل ہوتی ہے، گویا کہ اس میں چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس رات کے گزرنے کے بعد صبح آتی ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اُس میں سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے اور وہ ایسا ہوتا ہے گویا کہ چودھویں کا چاند۔

فرشتوں پر نوازشات:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی فضیلت و برکت اہل زمین کیلئے رکھی جو یہاں رب تعالیٰ کی عبادت کریں، چنانچہ فرشتے اس لئے زمین پر آتے ہیں تاکہ وہ بھی یہاں آکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شب قدر کے کثیر اجر و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکہ مکرمہ اس نیت سے جائے کہ وہاں عبادت کا اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح فرشتے شب قدر میں زمین پر اترتے ہیں۔“

سوال: شب قدر کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے؟

جواب: شب قدر کا وقت غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک ہوتا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور طاق راتیں مختلف دنوں میں آتی ہیں لہذا اس رات یا اس کے وقت کو کس طرح مخصوص کیا جاسکتا ہے کیونکہ مختلف ممالک میں وقت کا بھی اختلاف ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر ”تبیان القرآن“ کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۶ میں لکھتے ہیں:

ہمارے ملک میں جس تاریخ کو شب قدر ہوتی ہے، سعودی عرب میں ان سے ایک دن یا دو دن پہلے شب قدر ہوتی ہے، میرا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ملک کے رہنے والوں کو ان کے حساب سے شب قدر کی عبادت کا اجر عطا فرمائے گا۔

ابن المسیب نے کہا: جس شخص نے لیلة القدر میں مغرب اور عشاء کی نماز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پالیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۸۶۹۳، دارالکتب العلمیہ بیروت)

سوال: کیا شبِ قدر تمام دنیا میں ایک ہی رات ہوتی ہے؟

جواب: ہر ملک اور علاقے کے لوگوں کیلئے چونکہ شرعی حکم یہی ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھیں اور چاند دیکھ کر افطار کریں عید کا چاند نظر آئے تو عید کریں۔

ہر ملک کے طلوع و غروب کے اوقات قدرتی طور پر ایک جیسے نہیں لہذا ہر ملک کیلئے ان کا حکم علیحدہ ہے۔

اسی طرح شبِ قدر ہر ملک اور علاقے کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کے غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک ہے جس طرح ہر ملک اور علاقے کے سحری اور افطار میں فرق ہے اسی طرح روزوں کے آغاز اور اختتام کا فرق ہے اور آخر میں عید کے دن کا بھی فرق ہے لیکن ہر ایک کیلئے حکم یہی ہے کہ چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کریں اور عید کا چاند نظر آئے تو عید کریں اور اپنے اپنے علاقے اور ملک کے مطابق سحری و افطار کریں۔ جب شریعت نے حکم ہر علاقے اور ملک کا علیحدہ علیحدہ کیا ہے تو شبِ قدر بھی ہر ملک اور علاقے کے لحاظ سے مختلف اوقات کے مطابق ہوگی۔

سوال: شبِ قدر کی خصوصیات بیان کریں۔

جواب: علماء کرام نے شبِ قدر کی بہت سی خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند اہمیت بیان کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم کے صفحہ نمبر ۶۲۲ میں لکھتے ہیں اس رات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو دعائیں مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انسان کو چاہیے کہ بڑی سرگرمی سے اس رات کی تلاش کرے، غفلت اور کاہلی سے کام نہ لے۔ ذوق و شوق سے رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتوں کو بیدار رہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے گزار دے، جب دعائے مانگے تو ایسی جامع دعائے مانگے کہ پھر کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو کیا دعائے مانگوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

اے اللہ تعالیٰ! تو بہت درگزر فرمانے والا ہے، تو درگزر کو بہت پسند کرتا ہے، میرے گناہوں سے بھی درگزر فرما دے۔

اس رات کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی بھی پیش

نظر رہے:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(بخاری کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر)

یعنی جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب کیلئے قیام کرتا ہے اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

☆ اس رات کی خصوصیات میں سے ہے کہ یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”روح البیان“ کی جلد نمبر ۱ کے صفحہ نمبر ۴۸۰ میں لکھتے ہیں:

”یہ رات سلامتی والی رات ہے یعنی اس میں بہت سی چیزوں سے سلامتی ہے۔ اس رات میں بیماری، شر اور آفات سے سلامتی ہے، اسی طرح آندھی، بجلی وغیرہ ایسی باتیں جن سے ڈر خوف پیدا ہوتا ہو ان سے بھی سلامتی ہے، بلکہ اس رات میں جو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کچھ نازل ہوتا ہے وہ سلامتی، نفع اور خیر پر مشتمل ہوتا ہے اور نہ ہی اس رات میں شیطان برائی کروانے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ ہی جادوگر کا جادو اس میں چلتا ہے، بس اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

☆ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے ہے کہ اللہ عز و جل ساری رات اپنے بندوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے جس سے ان کو قرب خاص حاصل ہوتا ہے۔

☆ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ فرشتوں کی پیدائش اسی رات میں ہوئی۔

☆ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ بہشتوں کا آراستہ کرنا بھی اسی شب کو ہے۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شبِ قدر کی خصوصیات میں سے لکھتے ہیں کہ آسمان سے اس رات فرشتے اترتے ہیں اور علیین سے روحیں نازل ہوتی ہیں تاکہ باکمال انسانوں کے ساتھ ملاقات کریں اور ان کے اعمال کے انوار سے روشنی حاصل کریں اور اپنے محبوب اور معبود کی محبت کا جو جذبہ ان کے سینوں میں جوش مار رہا ہے، اُس کی لذت سے بہرہ ور ہوں۔

سوال: شبِ قدر کی عظمت و شان بیان کریں؟ یہ عظمت و شان کیونکر ہے؟ ذرا تفصیل سے لکھیں۔

جواب: شبِ قدر کی عظمت و شان کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) شبِ قدر میں قرآن مجید کا آسمان دنیا کی طرف نازل ہونا۔

(۲) شبِ قدر میں عبادت کرنا ہزار مہینوں سے بہتر ہونا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۳) اس رات میں فرشتوں اور حضرت جبرائیل کا نازل ہونا۔

(۴) اس رات میں طلوع فجر تک ہر طرح سے سلامتی کا نزول ہونا۔

مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲ صفحہ ۸۹۰ میں لکھتے ہیں۔

اس رات میں جو فضیلت رکھی گئی ہے، ہم کو معلوم نہیں کہ وہ اس رات میں عبادت کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں فرشتوں کے نزول کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں طلوع فجر تک سلامتی کے نزول کی وجہ سے فضیلت ہے یا اس رات میں قرآن مجید کے نزول کی ابتداء کی وجہ سے فضیلت ہے یا فی نفسہ اس رات میں فضیلت رکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات و عبادت کرنے کی فضیلت رکھی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دوسری جگہ ایک لاکھ نمازیں پڑھنے کے برابر ہے اور میری مسجد، مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا، دوسری جگہ سوا مسجد حرام کے ایک ہزار نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔ (سنن ابن رقم الحدیث ۱۴۰۶)

ان مقامات اور جگہوں کو عبادات کیلئے خاص کر لیا گیا اور ان مقامات پر عبادت کرنے کے ثواب کو بڑھا دیا گیا، اسی طرح بعض اوقات کو بھی عبادات کیلئے خاص کر لیا گیا اور ان اوقات میں عبادات کے اجر و ثواب کو بڑھا دیا گیا، جیسے رمضان کے مہینہ میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہے اور فرائض کے ثواب کو ستر درجہ بڑھا دیا گیا، اسی طرح لیلۃ القدر کی عبادت کو ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ کر دیا گیا۔

اب ہم ان وجوہات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں جن کی وجہ سے اس رات کو یہ عظمت و شان حاصل ہوئی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شبِ قدر میں قرآن مجید کا آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہونا:

شارح بخاری و مسلم، مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر تبیان

القرآن جلد ۱۲، صفحہ ۸۸۹، ۸۹۰ میں

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے کی شرح میں لکھتے ہیں:

القدر: میں ”انزلناہ“ کی ضمیر منصوب قرآن مجید کی طرف راجع ہے ہر چند کہ

اس سورت میں اس سے پہلے قرآن مجید کا ذکر نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کا معنی ہر پڑھنے

والے کو معلوم ہے اور اس کا ذکر اس کے ذہن میں مرتکز ہے درج ذیل آیات میں قرآن

مجید کے نزول کا ذکر ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کو نازل کیا گیا۔

حَمِّمٌ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكًَا (الدخان ۳۱ تا ۳۳)

حامیم ۝ کتابِ مبین کی قسم ۝ ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں

نازل کیا ہے۔

اس آیت میں ”لیلۃ مبارکہ“ سے مراد ”لیلۃ القدر“ ہے۔ شععی نے کہا: اس

آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو نازل کرنے کی ابتداء ”لیلۃ القدر“ میں کی ہے

ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پورے قرآن مجید کو لیلۃ القدر

میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف بیت العزۃ میں نازل کیا پھر حضرت جبرائیل

علیہ السلام اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نبی کریم ﷺ پر نازل کرتے رہے اور یہ مدت

تیس (۲۳) سال ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الماوردی نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں لیلة القدر اور لیلة مبارکہ میں اللہ کی طرف سے آسمان دنیا میں مکمل نازل ہوا، پھر مکرم فرشتوں نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے بیس راتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پر نازل کیا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تھوڑا تھوڑا کر کے بیس سال میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور حضرت جبریل مختلف مہینوں اور مختلف ایام میں حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے۔ (الکتب والعیون جلد ۶، ص ۳۱۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابن العربی نے کہا: یہ قول باطل ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی فرشتے کا واسطہ نہیں ہے، اور نہ حضرت جبریل اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی واسطہ ہے۔ (احکام القرآن جلد ۴، ص ۳۲۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۸ھ)

صحیح بات یہ ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف مکمل نازل ہوا، پھر امر اور نہی اور حلال اور حرام اور مواعظ اور قصص اور لوگوں کے سوالات کے جوابات میں حسب ضرورت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تیس (۲۳) سال تک تھوڑا تھوڑا کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے نازل ہوتا رہا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پورا قرآن ساتویں آسمان سے آسمان دنیا کی طرف رمضان میں نازل ہوا، پھر اللہ تعالیٰ جس چیز کو نازل فرمانا چاہتا، نازل فرما دیتا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶، ص ۱۴۴، رقم الحدیث ۳۰۱۷۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ)

ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ آسمانی کتابیں چوبیس رمضان کو نازل ہوئی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۱۸۰)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابوالعالیہ ابوالجبل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے یکم رمضان المبارک کی شب میں نازل ہوئے اور زیور چھ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۱۸۲)

ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ تورات اس دن نازل ہوئی جب رمضان میں چھ دن رہتے تھے اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۱۷۹)
حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری تفسیر حسنات جلد ہفتم صفحہ ۴۹۲ میں لکھتے ہیں:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بے شک ہم نے اسے اتارا۔

الضمیر عند الجمهور للقرآن

جمهور علماء مفسرین کے نزدیک اُنْزَلْنَاهُ کی ضمیر قرآن حکیم کی طرف راجع ہے اور ضمیر غائب قرآن کی عظمت شان کے اظہار کیلئے اور نزول کی نسبت نازل کرنے والے یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۱۹ میں اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي

لَيْلَةِ الْقَدْرِ کے تحت لکھتے ہیں:

اگرچہ یہاں قرآن مجید کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن انزلناہ کی ضمیر مفعول کا مرجع

بالاتفاق قرآن مجید ہی ہے۔ فرمایا قرآن کسی فرشتے یا کسی انسان کا کلام نہیں نہ ان میں سے کسی ایک فرد یا مجمع علمی کی تصنیف ہے۔ اس کو اتارنے والے ہم ہیں یہ ہمارا کلام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے۔ اس میں کسی غیر کے اختراع کا کوئی وجود نہیں اور ہم نے اس کو اس رات میں اُتارا ہے جو قدر و منزلت کے اعتبار سے بے مثل رات ہے یا اس رات میں اُتارا جو تقدیر ساز ہے جس کی برکت سے صرف اہل مکہ اور ساکنانِ حجاز کے مقدر کا ستارہ ہی طلوع نہیں ہوا بلکہ ساری انسانیت کا بختِ خفتہ بیدار ہو گیا۔ اس رات میں ایسی کتاب نازل ہوئی جس میں بنی نوع انسان کو اپنی پہچان اور اپنے خالق کا عرفان عطا فرمایا۔

امام زہری فرماتے ہیں: سمیت بها للعظمة والشرف لان العمل فيه يكون ذا قدر عند الله (مظہری) علامہ قرطبی نے اس رات کو لیلة القدر کہنے کی وجہ بیان کی ہے۔ قيل سمیت بذلك لانه انزل فيها كتاباً ذا قدر على رسول ذي قدر على أمة ذات قدر۔ یعنی اسے شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب بڑی قدر و منزلت والے رسول پر اور بڑی قدر و منزلت والی امت کیلئے نازل فرمائی۔ اس کی شانِ نزول یہ بیان کی گئی کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا اور خیال ہوا کہ وہ مختصر عمر میں اتنے اعمالِ صالحہ نہ کر سکیں گے جتنے پہلی امتوں نے اپنی طویل عمروں میں کئے ہیں۔ فاعطاه الله ليلة القدر خیر من الف شهر۔ (مظہری) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو لیلة القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے:

مفسر قرآن حضرت مولانا ابوالحسنات "تفسیر الحسنات" کی جلد ہفتم کے صفحہ نمبر

۴۹۵ میں خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ ہزار مہینوں سے بہتر کے تحت لکھتے ہیں:

ای باعتبار العبادة عند الأكثرین علی معنی ان العبادة فیها خیر من

العبادة فی الف شهر ولا یعلم مقدار خیریتها منها الا هو سبحانه و تعالیٰ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یعنی عبادت کے اعتبار سے جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ لیلة القدر میں عبادت دوسرے ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور اس کی بہتری کی مقدار کا اس سے اندازہ یا علم نہیں ہو سکتا مگر ایسا اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ عبادات کس مرتبہ و فضیلت کی ہیں اور ان کی عظمت خیر کا کیا درجہ ہے۔
تفسیر قرطبی جلد ۲۰، پارہ ۳۰ کے صفحہ نمبر ۱۲۲ میں ہے:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک سیرت بادشاہ تھا۔ اللہ عز و جل نے اُس زمانے کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں سے کہو کہ اپنی تمنا بیان کرے۔ جب اس کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: ”اے میرے رب عز و جل! میری تمنا ہے کہ میں اپنے مال، اولاد اور جان کے ساتھ جہاد کروں۔“
اللہ عز و جل نے اسے ایک ہزار لڑکے عطا فرمائے۔ وہ اپنے ایک ایک شہزادے کو اپنے مال کے ساتھ لشکر کیلئے تیار کیا کرتا اور پھر اسے اللہ عز و جل کی راہ میں مجاہد بنا کر بھیج دیتا۔ وہ ایک ماہ جہاد کرتا اور شہید ہو جاتا۔

پھر دوسرے شہزادے کو لشکر میں تیار کرتا تو اس طرح ہر ماہ ایک شہزادہ شہید ہو جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ رات کو قیام کرتا اور دن کو روزہ رکھا کرتا۔ ایک ہزار مہینوں میں اس کے ہزار شہزادے شہید ہو گئے۔

پھر اس نے خود آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس بادشاہ کا مرتبہ کوئی شخص نہیں پاسکتا تو اللہ عز و جل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی اس بادشاہ کے ہزار مہینوں سے جو کہ اس نے رات کے قیام، دن کے روزوں اور مال، جان اور اولاد کے ساتھ راہ خدا عز و جل میں جہاد کر کے گزارے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شبِ قدر میں حضرت جبرائیل اور فرشتوں کا نزول:

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی عالمی شہرت یافتہ تفسیر تبیان القرآن جلد ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۶ تا ۸۹۹ میں فرشتوں کے نزول اور اس نزول کی حکمتوں پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، میں وہ تمام یہاں نقل کر رہا ہوں:

فرشتوں کے نزول کی تفصیل:

امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند

کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

کعب بیان کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان کے اس کنارے پر ہے جو جنت کے قریب ہے۔ پس اس کے نیچے دنیا ہے اور اس کے اوپر جنت ہے اور جنت کرسی کے نیچے ہے اس میں فرشتے ہیں جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور سدرہ کی ہر شاخ پر فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا مقام اس کے وسط میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لیلۃ قلدر میں حضرت جبرائیل کو ندا کرتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہی کے فرشتوں کے ساتھ زمین پر نازل ہوں اور ان میں سے ہر فرشتے کو مومنین کیلئے شفقت اور رحمت دی جاتی ہے پھر وہ غروب آفتاب کے وقت حضرت جبریل کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں پھر زمین کے ہر حصہ میں فرشتے سجدہ اور قیام میں مومنین اور مومنات کے لئے دعا کرتے ہیں سوا ان مقامات کے جہاں یہودیوں اور عیسائیوں کا معبد ہو یا آتش کدہ ہو یا بیت خانہ ہو یا کچرا کنڈی ہو یا جس گھر میں کوئی نشہ کرنے والا ہو یا جس گھر میں گھنٹی ہو یا بیت الخلاء ہو ان جگہوں کے علاوہ ہر جگہ فرشتے تمام رات مومنوں کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں اور حضرت جبریل ہر مومن سے مصافحہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تے ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت ہر مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کا دل بہت نرم ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس وقت حضرت جبریل اس سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم جلد ۱۰، ص ۳۲۵۳۔ رقم الحدیث ۱۹۲۲۸، مکتبہ نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ ۱۴۱۱ھ)

لیلۃ القدر میں فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا:

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اس رات میں فرشتے نازل ہوتے ہیں، اس آیت کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ تمام فرشتے نازل ہوتے ہیں، بعض مفسرین نے کہا وہ آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں لیکن اکثر مفسرین کا مختار یہ ہے کہ وہ زمین پر نازل ہوتے ہیں کیونکہ بہت احادیث میں یہ وارد ہے کہ تمام ایام میں فرشتے مجالس ذکر میں حاضر ہوتے ہیں، پس جب عام ایام میں فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں تو اس عظیم الشان رات میں تو فرشتے بطریق اولیٰ زمین پر نازل ہوں گے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ فرشتے کس لئے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور اس میں حسب ذیل اقوال ہیں:

(۱) بعض نے کہا: فرشتے اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ بشر کی عبادت اور اطاعت میں اس کی کوشش کو دیکھیں۔

(۲) فرشتوں نے کہا تھا:

وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ط (مریم: ۶۴) ہم صرف آپ کے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس رات اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر نازل ہونے کا حکم دیتا ہے۔
(۳) اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں اہل جنت کے پاس فرشتے نازل ہوں گے۔

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۖ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ - (الرعد: ۲۳، ۲۴)
فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آئیں گے ○ اور کہیں گے تم پر سلام ہو۔
اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں فرشتوں کو نازل ہونے کا حکم دے کر یہ ظاہر فرمایا کہ آخرت کی عزت افزائی تو الگ رہی، اگر تم دنیا میں بھی میری عبادت میں مشغول رہو گے تو یہاں بھی اس رات کے فرشتے تمہاری زیارت کیلئے آئیں گے۔ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرشتے اس رات کو اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ ہم پر سلام پڑھیں اور ہماری شفاعت کریں، سو جس کو ان کا سلام پہنچے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۱، صفحہ ۲۳۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۵ھ)

روح کے مصداق میں اقوال مفسرین:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں، روح کے متعلق حسب ذیل اقوال امام رازی نے ذکر کئے ہیں۔

(۱) روح بہت بڑا فرشتہ ہے، وہ اتنا بڑا ہے کہ تمام آسمان اور زمینیں اس کے سامنے ایک لقمہ کی طرح ہیں۔

(۲) روح سے مراد مخصوص فرشتوں کی ایک جماعت ہے، جس کو عام فرشتے صرف لیلۃ القدر کو ہی دیکھ سکتے ہیں۔

(۳) وہ اللہ کی ایک خاص مخلوق ہے جو نہ فرشتوں کی جنس سے ہے نہ انسانوں کی جنس سے ہے، ہو سکتا ہے وہ اہل جنت کے خادم ہوں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۴) اس سے مراد خاص رحمت ہے، کیونکہ رحمت کو بھی روح فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

لَا تَأْتِسُوا مِنْ دَوِّحِ اللَّهِ (یوسف ۸۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

(۵) اس سے مراد بہت بزرگ اور مکرم فرشتہ ہے۔

(۶) ابونجیح نے کہا: اس سے مراد کراما کا تبین ہیں جو مومن کے نیک کام لکھتے ہیں اور بُرے کاموں کے ترک کرنے کو لکھتے ہیں۔

(۷) زیادہ صحیح یہ ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، ان کی خصوصیت کی وجہ سے ان کو عام فرشتوں سے الگ ذکر کیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱، صفحہ ۲۳۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۵ھ)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متونی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

القطب الربانی الشیخ عبدالقادر البجلانی ”غنیۃ الطالبین“ میں فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل کو حکم دیتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہی سے ستر ہزار فرشتے لے کر زمین پر جائیں، ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں، جب وہ زمین پر اترتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام اور باقی فرشتے چار جگہوں پر اپنے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں، کعبہ پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر بیت المقدس کی مسجد اور طور سیناء کی مسجد پر، پھر جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ زمین پر پھیل جاؤ، پھر فرشتے تمام زمین پر پھیل جاتے ہیں اور جس مکان یا خیمے یا پتھر پر یا کسی کشتی میں غرض جہاں بھی کوئی مسلمان مرد یا عورت ہو، وہاں فرشتے پہنچ جاتے ہیں۔ ہاں! جس گھر میں کتا یا خنزیر یا شراب ہو یا تصویروں کے مجسمے ہوں یا کوئی شخص زنا کاری سے جھٹی ہو، وہاں نہیں جاتے۔ وہاں پہنچ کر فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں اور رسول اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ﷺ کی اُمت کیلئے استغفار کرتے ہیں اور جب فجر ہوتی ہے تو آسمانوں پر چلے جاتے ہیں اور جب پہلے آسمان کے فرشتوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو وہ پوچھتے ہیں: تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں تھے کیونکہ آج محمد ﷺ کی اُمت کی لیلۃ القدر تھی۔ آسمان دنیا کے فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آج محمد ﷺ کی حاجات کے سلسلے میں کیا کیا؟ فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نیک لوگوں کو بخش دیا اور بدکاروں کی شفاعت قبول کر لی پھر آسمان دنیا کے فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو اُمت محمدیہ کی مغفرت فرمائی ہے اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ فرشتے دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور وہاں اسی طرح گفتگو ہوتی ہے، علیٰ ہذا القیاس، سدرۃ المنتہی، جنت الماویٰ، جنت نعیم، جنت عدن اور جنت الفردوس سے ہوتے ہوئے وہ فرشتے عرش الہی پر پہنچیں گے وہاں عرش الہی آپ کی اُمت کی مغفرت پر شکریہ ادا کرے گا اور کہے گا: اے اللہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ گذشتہ رات تو نے محمد ﷺ کی اُمت کے صالحین کو بخش دیا اور گنہگاروں کے حق میں نیکوکاروں کی شفاعت قبول کر لی اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے عرش! تم نے سچ کہا، محمد ﷺ کی اُمت کیلئے میرے پاس بڑی عزت اور کرامت ہے اور ایسی نعمتیں ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں ان نعمتوں کا کبھی خیال آیا۔ (روح المعانی جز ۳۰، صفحہ ۳۵۰، ۳۴۹، دار الفکر بیروت)

فرشتوں کو زمین پر نازل کرنے کی حکمتیں:

فرشتوں کے زمین پر نزول کے بارے میں مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ زمین پر انسانوں کی عبادات کو دیکھنے کیلئے آتے ہیں۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سورت میں فرماتا ہے: تَنْزِيلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحُ فِيْهَا يٰۤاٰذِنُ رَبِّہُمْ۔ فرشتے اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جبریل امین اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشمول حضرت جبرائیل تمام فرشتے اللہ تعالیٰ سے زمین پر آنے کی پہلے اجازت طلب کرتے ہیں، پھر اس کے بعد زمین پر اترتے ہیں اور یہ چیز انتہائی محبت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ پہلے وہ ہماری طرف راغب اور مائل تھے اور ہم سے ملاقات کی تمنا کرتے تھے، لیکن اجازت کے منتظر تھے اور جب اللہ تعالیٰ سے اجازت مل گئی تو قطار در قطار صف باندھے زمین پر اتر آئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود فرشتے ہم سے ملاقات کی تمنا کیوں کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کو ہمارے گناہوں کا پتا نہیں چلتا کیونکہ جب وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں تو مسلمانوں کی عبادات کو تفصیل کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جب گناہوں پر پہنچتے ہیں تو لوح محفوظ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور اس وقت فرشتوں کی زبان سے بے اختیار یہ کلمات نکلتے ہیں: سبحان ہے وہ ذات جس نے نیکیوں کو ظاہر کیا اور گناہوں کو چھپا لیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱، صفحہ ۲۳۵، ۲۳۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اگر یہ کہا جائے کہ فرشتے خود عبادات سے مالا مال ہیں، تسبیح، تقدیس اور تہلیل کے تو نگر ہیں، قیام، رکوع اور سجود کون سی عبادت ہے جو ان کی جھولی میں نہیں ہے پھر انسانوں کی وہ کون سی عبادت ہے جسے دیکھنے کے شوق میں وہ انسانوں سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شخص خود بھوکا رہ کر اپنا کھانا کسی اور ضرورت مند کو کھلا دے یہ وہ نادر عبادت ہے جو فرشتوں میں نہیں ہوتی، گناہوں پر توبہ اور ندامت کے آنسو بہانا اور گر گڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا، اپنی طبعی نیند چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے رات کے پچھلے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہر اٹھنا اور خوفِ خدا سے ہچکیاں لے لے کر رونا یہ وہ عبادت ہے جس کا فرشتوں کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: گنہگاروں کی سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز اللہ تعالیٰ کو تسبیح اور تہلیل کی آوازوں سے زیادہ پسند ہے اس لئے فرشتے یا خدا میں آنسو بہانے والی آنکھوں کے دیکھنے اور خوفِ خدا سے نکلنے والی آہوں کے سننے کیلئے زمین پر اترتے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت میں فرشتے مسلمانوں کی زیارت کریں گے اور آکر سلام عرض کریں گے ”الملائكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم“ فرشتے (جنت کے) ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور آکر سلام کریں گے اور لیلۃ القدر میں یہ ظاہر فرمایا کہ اگر تم میری عبادت میں مشغول ہو جاؤ تو آخرت تو الگ رہی دنیا میں بھی فرشتے تمہاری زیارت کو آئیں گے اور آکر دنیا میں بھی تم کو سلام کریں گے۔ امام رازی نے دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ انسان کی عادت ہے کہ وہ علماء و صالحین کے سامنے زیادہ اچھی اور زیادہ خضوع و خشوع سے عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس رات فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اے انسانو! تم عبادت گزاروں کی مجلس میں زیادہ عبادت کرتے ہو آؤ اب ملائکہ کی مجلس میں خضوع و خشوع سے عبادت کرو۔ (تفسیر کبیر جلد ۲۳۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انسان کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے اعتراض کی صورت میں کہا تھا کہ اُسے پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے جو زمین میں فسق و فجور اور خون ریزی کرے گا؟ اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کی اُمیدوں سے بڑھ کر اجر و ثواب کا وعدہ کیا اس رات کے عبادت گزاروں کو زبانِ رسالت سے مغفرت کی نوید سنائی فرشتوں کی آمد اور ان کی زیارت اور سلام کرنے کی بشارت دی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تا کہ اس کے بندے یہ رات جاگ کر گزاریں، تھکاوٹ اور نیند کے باوجود اپنے آپ کو بستروں اور آرام سے دُور رکھیں تا کہ جب فرشتے آسمان سے اُتریں تو ان سے کہا جاسکے یہی وہ ابن آدم ہے جس کی خوریزیوں کی تم نے خبر دی تھی، یہی وہ شرر خاکی ہے جس کے فسق و فجور کا تم نے ذکر کیا تھا، اس کی طبیعت اور خلقت میں ہم نے رات کی نیند رکھی ہے، لیکن یہ اپنے طبعی اور خلقی تقاضوں کو چھوڑ کر ہماری رضا جوئی کیلئے یہ رات سجدوں اور قیام میں گزار رہا ہے، تم نے فسق و فجور اور خون ریزی دیکھی تھی، ہماری خاطر راتوں کو جاگ کر سجدہ کرنے والی جبینیں نہیں دیکھی تھیں، ہماری یاد کے سبب آنکھوں میں مچلنے والے آنسو نہیں دیکھے تھے، دیکھو! اللہ تعالیٰ بڑے مان سے تمہاری عبادت دکھانے کے لئے آسمان سے فرشتے اُتارتا ہے، کہیں تم یہ رات گناہوں میں گزار کر اس کا مان نہ توڑ دینا۔

فرشتوں کا سلام:

مفسرین لکھتے ہیں کہ شب قدر میں عبادت کرنے والے انسان کو جس وقت روح الامین آ کر سلام کرتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس پر خوفِ خدا کی ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے، یادِ خدا سے آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور خشیتِ الہی سے بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: فرشتوں کا سلام کرنا، سلامتی کا ضامن ہے۔ سات فرشتوں نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تھا تو ان پر نمرود کی جلانی ہوئی آگ سلامتی کا باغ بن گئی تھی۔ شب قدر کے عابدوں پر جب اس رات لا تعداد فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں تو کیونکر نہ یہ امید کی جائے کہ جہنم کی آگ ان پر سلامتی کا باغ بن جائے گی۔

پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۲۰ میں تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ فِيهَا (اُترتے ہیں فرشتے اور روح (القدس) اس میں) کے تحت لکھتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذا كان ليلة القدر ينزل جبريل في مكبة من الملائكة يصلون على عبد قائم او قاعد يذكر الله عز وجل۔ یعنی لیلة القدر کو جبرائیل فرشتوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ زمین پر اترتا ہے اور ملائکہ کا یہ گروہ ہر اس بندے کیلئے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتا ہے جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ عز وجل کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں۔

کتنا خوش نصیب اور بلند اقبال ہے وہ بندہ جو اس رات کو اپنے پروردگار کی یاد میں بسر کرتا ہے۔ جبرائیل اور فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کرنے کیلئے آسمان سے اتر کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی مغفرت و بخشش کیلئے دعائیں مانگتے ہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اپنی ”تفسیر الحسنات“ جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۴۹۵، ۴۹۶ میں لکھتے ہیں:

تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ○

اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے

تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ فِيهَا اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں۔

یہ جملہ لیلة القدر کی دوسری فضیلت کا بیان ہے یا پھر خیرٌ مِنْ أَلْفِ

شہرٍ ○ کی علت ہے۔ اور جمہور کے نزدیک الرُّوح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں

اور یہاں ان کا ذکر بطور خاص ان کی عظمت و شرف کے اظہار کیلئے ہے اس کے ساتھ کہ

وہ ذکر کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جبکہ ایک قول ہے کہ الرُّوح ایک عظیم فرشتہ ہے جو

زمین و آسمانوں کو نگل لے تو وہ اس کیلئے ایک لقمہ کے برابر ہو اور ”التیسیر“ میں اس کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اوصاف کا ایسا ذکر ہے جو عقل کو حیران کرنے والا ہے (کچھ تفصیل سورت النبا میں گزر چکی) کعب اور مقاتل رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اَلْـرُّوحُ فرشتوں کا ایک گروہ ہے جنہیں فرشتے بھی اس رات کے سوا نہیں دیکھتے وہ ان زاہدوں جیسے ہیں جنہیں بجز یوم العباد اور یوم الجمعہ کے نہیں دیکھا جاتا۔ ایک قول ہے کہ اَلْـرُّوحُ سے مراد فرشتوں پر نگہبان فرشتوں کا گروہ ہے جیسے ہم پر نگہبان فرشتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جو کھاتے پیتے ہیں مگر نہ ہی فرشتے ہیں اور نہ ہی انسانوں میں سے ہیں اور اللہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور تیرے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شاید وہ اہل جنت کے خدام ہیں۔ ایک قول ہے کہ مراد (اَلْـرُّوحُ سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو اس اُمت کے مطالعہ و مشاہدہ کیلئے اُترتے ہیں اور اس لئے بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں۔ ایک قول ہے کہ مراد اہل ایمان کی ارواح ہیں جو اپنے اہل خانہ کی زیارت کیلئے اُترتے ہیں۔ ایک قول ہے مراد رحمت ہے جو اس رات زمین پر اُترتی ہے۔ ایک قول ہے روح کے علاوہ فرشتے جو زمین کی طرف اُترتے ہیں تاکہ مومنین کو سلام کہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر میں جبرائیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اُترتے ہیں تو جو شخص کھڑا یا بیٹھا ہو اذکر خدا میں مشغول ہوتا ہے اس کے لئے دعائے رحمت فرماتے ہیں اور ایک روایت میں ہے اسے سلام کرتے ہیں اور اس کیلئے بخشش کی دعا فرماتے ہیں۔

يَا ذُنْ رَبِّهِمْ تَا پنے رب کے حکم سے۔

یہ فرشتوں علیہم السلام کے اُترنے سے متعلق ہے۔ ای بامرہ عزوجل یعنی

جبریل اور فرشتے بحکم پروردگار اُترتے ہیں۔ یہ ان کے اُترنے کے حکم کے بارے میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بطور تعظیم کے اظہار کیلئے ہے۔ ایک قول ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جبریل اور فرشتے اہل زمین میں مومنین کے ساتھ کمال رغبت و محبت رکھتے ہیں اور ان کے پاس جانے کے مشتاق ہیں اور اس کی اجازت مانگتے ہیں تو اللہ کریم انہیں اجازت عطا فرماتا ہے۔ ایک قول ہے کہ جس طرح حجاج کرام زیارت مکہ المکرمہ کے لئے جاتے ہیں تاکہ ثواب و طاعات کی کثرت کا حصول اور شعائر اللہ کی زیارت یقین و ادراک کو برکت و تسکین ملے یونہی فرشتے لیلۃ القدر میں زمین میں اترتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے مومنین کیلئے زمین میں اپنی طاعات و عبادات میں مشغول ہونے کی فضیلت اس مقدس رات میں رکھی ہے اور آسمانوں میں رات ہوتی ہی نہیں تو فرشتوں کا نزول اہل ایمان کے مہوبات کی زیادتی و برکت کیلئے ہے اور فرشتوں کا نزول اس خیر و برکت کے ادراک و مشاہدہ کیلئے ہے۔

مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ○ ہر کام کے لئے

ای من اجل کل امر تعلق به التقدير فی تلك السنة۔ یعنی جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس سال کیلئے ہر اس کام کی غرض سے مقدر فرمایا۔

طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی:

مفسر قرآن حضرت مولانا ابوالحسنات ”تفسیر الحسنات“ کی جلد ہفتم کے صفحہ ۴۹۷ میں سَلَمٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سَلَمٌ قف وہ سلامتی ہے۔

سَلَمٌ قف مصدر بمعنی سلامتی ہے یعنی وہ امر سلامتی ہے اور ہر خوف و پریشانی اور آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ ایک قول ہے کہ امر سے مراد ثواب و برکت ہے۔ ایک اور قول ہے کہ امر سے مراد تسکین و طمانیت قلبی ہے۔

هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ صبح چمکنے تک۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہی متبدا ہے اور حتی مطلع الفجر خبر ہے اور سلم خبر مقدم ہے اور سلم کی تقدیم مفید حصر ہے تو معنی یہ ہوئے ای التسليم كل الليلة کہ ليلة القدر مکمل سلامتی اور بالکلیہ خیر ہی خیر ہے اور اس رات میں خرابی اور شکر کو کوئی دخل نہیں یعنی یہ رات شر و خرابی سے محفوظ ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس شب میں شیطان کا کوئی حیلہ حربہ شرپا نہیں کر سکتا اور یہ رات طلوع فجر تک سلامتی سے معمور ہے۔ ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے چونکہ ليلة القدر سلامتی ہے لہذا کوئی شر مقدر ہی نہیں ہوتا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے: الدعاء في تلك الليلة احب من الصلوة۔ اس رات میں نماز کی نسبت دعا زیادہ پسندیدہ امر ہے پھر فرمایا تلاوت قرآن (خواہ مطلق ہو یا نوافل میں) کے بعد اگر دعا مانگے تو بہت ہی بہتر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان راتوں میں خوب مجاہدہ فرماتے اور ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے اور آیات رحمت پر مغفرت مانگتے۔ أم المؤمنين عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

وان اتف ليلة القدر فما اقول قال قولي اللهم انك عفو تحب العفو

فاعف عني و يجتهد فيها بالواع العبادات من صلوة و غيرها۔

اگر میں ليلة القدر پالوں تو میں کیا کہوں؟ ارشاد ہوا تم کہو: اے پروردگار! تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو محبوب رکھتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما اور اس میں نماز وغیرہ مختلف عبادتوں میں (ذکر وغیرہ) خوب کوشش کرو۔

☆ علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی ایم اے اپنی کتاب ”نور بھری راتیں“ (مطبوعہ مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد) کے صفحہ نمبر ۵۷ میں ”علامات شب قدر“ کے تحت لکھتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علاماتِ شبِ قدر:

علامہ بدرالدین عینی، ابن حجر عسقلانی، فخرالدین رازی، سید محمود آلوسی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور متعدد بزرگان دین نے شبِ قدر کی نشانیاں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: اس کی صبح بغیر شعاع کے طلوع کرے گی۔ (مسلم)

(۲) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: یہ رات معتدل ہوگی، اس رات ستارے نہ ٹوٹیں گے، یہ رات روشن اور صاف ہوگی۔

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ: اس رات سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے نہیں طلوع ہوتا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: اس رات زمین پر سنگریزوں سے بھی زیادہ فرشتے ہوتے ہیں۔

(۵) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ: اس رات کوئی بیماری پیدا نہیں ہوتی۔

(۶) حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ: اس رات ہر توبہ کرنے والی کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

(۷) طبری رضی اللہ عنہ: درخت اس رات سجدہ ریز ہوتے ہیں، بلکہ ہر شے جبینِ نیاز خم کرتی ہے۔

(۸) امام اوزاعی رضی اللہ عنہ: اس رات نمکین پانی پیٹھے اور شیریں ہو جاتے ہیں۔

(۹) اس رات فرشتے عبادت گزاروں سے مصافحہ کرتے ہیں۔ رقتِ قلبی، بدن پر

لرزہ طاری ہونا، آنسو بہنا، خوشبو آنا، یہ سب فرشتوں کے مصافحہ کی وجہ سے ہے۔

(۱۰) فرشتے اس رات عبادت گزاروں کو سلام کہتے ہیں۔

لیکن یہ سب علامات ہر ایک محسوس نہیں کر سکتا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: لیلة القدر میں ہر شے سجدہ ریز دکھائی دیتی ہے اور ہر جگہ انوار برستے ہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور فرشتوں کا سلام اور کلام سنائی دیتا ہے لیکن یہ علامات بعض اکابر پر نظر کشف سے ظاہر ہوتی ہیں ہر ایک ان کو دیکھنے کی صلاحیت سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔

سوال: شب قدر کا تعین کس طرح کیا جائے؟

کیا شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے؟

جواب: حضرت مولانا ابوالحسنات ”تفسیر الحسنات“ جلد ہفتم کے صفحہ نمبر ۴۹۳، ۴۹۴ میں لکھتے ہیں:

لیلة القدر کے تعین کے بارے میں تفصیل اقوال حسب ذیل ہے:

(۱) بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلة القدر کی تلاش میں پہلے اور دوسرے عشرہ میں اعتکاف کیا، پھر فرمایا مجھے فرشتہ نے بتایا کہ لیلة القدر آخری عشرے میں ہے تو جسے اعتکاف کرنا ہو وہ میرے ساتھ آخری عشرے میں اعتکاف کرے کہ مجھے وہ رات دکھائی گئی اور میں نے اسے پالیا تھا اور میں نے دیکھا کہ میں اس کی صبح پانی اور کچھڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔

(۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلة القدر کی خبر دینے کیلئے تشریف لائے تو آپ کو دو شخص سامنے آتے ہوئے مل گئے۔ پس آپ کو شب قدر کا تعین بھلایا گیا۔ آپ نے فرمایا شاید اس میں تمہارے لئے بہتری ہے تو اب تم اس کو پیچھو، ستائیسویں اور اسیسویں رات میں تلاش کرو۔

(۳) بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے خواب دیکھا کہ شب قدر آخری سات راتوں میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خوابوں کو آخری سات راتوں کے بارے میں متفق پاتا ہوں تو تم میں سے جو شب قدر کو تلاش کرے وہ انہی سات راتوں میں کرے۔

(۴) امام احمد نے حضرت ابن عمر (علیہم الرضوان) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لیلة القدر کو ستائیسویں رات میں تلاش کرو۔

(۵) ابو داؤد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلة القدر ستائیسویں شب ہے۔

(۶) بخاری و مسلم و ترمذی رحمہم اللہ نے أم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ تم شب قدر کو آخری عشرہ رمضان کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔

(۷) ترمذی رحمہ اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ لیلة القدر کو باقی نور راتوں یا پانچ راتوں یا تین راتوں یا آخری شب میں تلاش کرو۔

(۸) بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں نور راتوں یا باقی سات راتوں میں تلاش کرو۔

(۹) امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ لیلة القدر کو چوبیسویں رات میں تلاش کرو۔

(۱۰) امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرآن آپ ﷺ پر چوبیس رمضان المبارک کو اتر جبکہ چھ راتیں باقی تھیں۔

(۱۱) امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور اگر کوئی ضعیف و بیمار مجبور کرے تو آخری ہفتہ میں سستی نہ کرو۔

(۱۲) مسلم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی فرمایا ہے کہ مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے شب قدر خواب میں دیکھی اور بھلایا گیا اور میں نے اس

شب خود کو پانی کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا پھر عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے تیسویں رات کے بعد آپ ﷺ کو فجر کی نماز کے بعد دیکھا تو آپ کی پیشانی پر کیچڑ اور پانی کا نشان تھا اور اس شب بارش برسی تھی۔

روایات متعدد ہیں اور ان روایتوں کے نقل کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ شب قدر کا تعین کچھ اس طرح ہے:

ا: شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کے ساتھ خاص ہے جس کو تلاش کرنے کیلئے عبادات و طاعات میں مشغول ہونا ضروری ہے۔

ب: شب قدر آخری عشرہ کی کوئی طاق رات ہے۔

ج: یہ رات بدل بدل کر آتی رہتی ہے لیکن بالعموم ستائیس شب ہی ہوتی ہے کہ اس رات کے بارے میں احادیث بہت قوافل کے ساتھ ہیں۔

د: شب قدر کی تلاش علامتوں سے بھی ممکن ہے جیسا اس رات میں بارش کا برسا اگلی صبح سورج کا روشنی کے ساتھ طلوع نہ ہونا۔ انوار کا جگمگانا ہر چیز کا سجدہ کرنا نظر آنا وغیرہ۔ البتہ علامات کے بارے میں صلحاء اُمت کے مختلف اقوال ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ رات پرسکون ہوتی ہے اور عبادات میں خصوصی خضوع پیدا ہوتا ہے (شاید وہ رات کی برکت سے ہے یا عبادت گزاروں کے خلوص کے تحت) اور گریہ بھی طاری ہوتا ہے اور اس بندہ مسکین کو جب بھی یہ نعمت ملی اسی حالت کے ساتھ ملی۔ والحمد للہ ذالک وہ اللہ التوفیق۔ امام احمد نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لائلی میں لیلۃ القدر میں قیام کرے اور نماز پڑھے اور وہ رات لیلۃ القدر ہو تو اس نے لیلۃ القدر کو پایا اور اس کی مغفرت ہوئی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: شبِ قدر ستائیسویں رمضان المبارک میں ہونے کو ترجیح کیوں دی جاتی ہے؟

جواب: شارح بخاری و مسلم، مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی اپنی عالمگیر شہرت یافتہ تفسیر ”تبیان القرآن“ کی جلد دوازدہم کے صفحہ نمبر ۸۹۳ میں لکھتے ہیں:

رمضان کی ستائیسویں شب کے لیلة القدر ہونے پر دلائل:

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: اے ابوالمنذر! ہمیں لیلة القدر کے متعلق بتائیے کیونکہ حضرت ابن مسعود یہ کہتے ہیں کہ جو شخص پورا سال قیام کرے گا وہ لیلة القدر کو پا لے گا، حضرت ابی بن کعب نے کہا: اللہ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے، ان کو خوب معلوم ہے کہ لیلة القدر رمضان میں ہے لیکن انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ تم کو اس کی تعیین بتلائیں اور تم اس پر تکیہ کر لو اور اس ذات کی قسم جس نے قرآن کو سیدنا محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔ لیلة القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے، ہم نے پوچھا: اے ابوالمنذر! آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا: اس علامت سے جس کی ہم کو نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے، ہم نے اس کو یاد رکھا اور اس کا شمار کیا، ہم نے پوچھا: وہ کیا علامت ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی صبح کو سورج بغیر شعاؤں کے طلوع ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۰، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث ۲۱۹۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۳۶۸۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۷۸، سنن ترمذی رقم الحدیث ۷۹۳، سنن بیہقی جلد ۴، ص ۳۱۲)

حضرت ابی بن کعب، امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ لیلة القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے اور امام ابوحنیفہ اور بعض شافعیہ سے بھی یہی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روایت ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان شاء اللہ کہے بغیر قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد طاق ہے اور طاق اعداد میں سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں اور سات آسمان بنائے، سات اعضاء پر سجدہ مشروع کیا، طواف کے سات پھیرے مقرر کئے اور ہفتہ کے سات دن بنائے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے تو پھر یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی ساتویں رات ہونی چاہیے۔ حافظ ابن حجر اور امام رازی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ لیلۃ القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے جن کا حاصل ضرب ستائیس ہے اس لئے یہ رات ستائیسویں ہونی چاہیے۔ امام رازی نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی اس سورۃ مبارکہ میں ”ہِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ“ (القدر: ۵) میں ”ہِیَ“ ضمیر لیلۃ القدر کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس سورت کا ستائیسواں کلمہ ہے اس اشارے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

سوال: شب قدر کے عدم تعین کی وجاہت بیان کریں؟ یعنی شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

جواب: مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر ”تبیان القرآن“ کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۵ میں لکھتے ہیں:

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں:

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو اپنی حکمتوں سے مخفی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عبادت سے راضی ہوتا ہے اس کو مخفی رکھتا کہ بندہ تمام عبادات میں کوشش کرے کس گناہ سے ناراض ہوتا ہے اس کو مخفی رکھتا کہ بندہ ہر گناہ سے باز رہے۔ ولی کی کوئی علامت مقرر نہیں کی اور اسے لوگوں کے درمیان مخفی رکھتا کہ لوگ ولی کے شائبہ میں ہر انسان کی تعظیم کریں۔ قبولیت توبہ کو مخفی رکھتا کہ بندے مسلسل توبہ کرتے رہیں۔ موت اور قیامت کے وقت کو مخفی رکھتا کہ بندے ہر ساعت میں گناہوں سے باز رہیں اور نیکی کی جدوجہد میں مصروف رہیں۔ اسی طرح لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر سمجھ کر اس کی تعظیم کریں اور اس کی ہر رات میں جاگ جاگ کر عبادت کریں۔

امام رازی تحریر فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اس رات کو معین کر کے بتا دیتا تو نیک لوگ تو اس رات میں جاگ کر عبادت کر کے ہزار ماہ کی عبادتوں کا اجر حاصل کر لیتے اور عادی گنہگار اگر شامت نفس اور اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس رات بھی کوئی گناہ کر لیتا تو وہ ہزار ماہ کے گناہوں کی سزا کا مستحق ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس رات کو مخفی رکھتا کہ اگر کوئی عادی گنہگار اس رات بھی کوئی گناہ کر بیٹھے تو لیلۃ القدر سے لاعلمی کی بناء پر اس کے ذمہ لیلۃ القدر کی احترام شکنی اور ہزار ماہ کے گناہ نہ لازم آئیں کیونکہ علم کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی سے گناہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ شدید ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے وہاں ایک شخص کو سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسے وضو کیلئے اٹھا دو انہوں نے اٹھا دیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ تو نیکی کرنے میں خود پہل کرتے ہیں آپ نے اس کو خود کیوں نہیں جگا دیا؟ آپ نے فرمایا: اگر میرے اٹھانے پر یہ انکار کر دیتا تو یہ کفر ہوتا اور تمہارے اٹھانے پر انکار کرنا کفر نہیں ہے تو میں نے تم کو اٹھانے کا اس لئے حکم دیا کہ اگر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ انکار کر دے تو اس کا قصور کم ہو۔ غور کرو جب رسول اللہ ﷺ کی گنہگاروں پر رحمت کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کیا عالم ہوگا! اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آسان ہے کہ نیکوکار لیلۃ القدر کی جستجو میں رمضان کی متعدد راتیں جاگ کر کھنکال ڈالیں، یہ بھی گوارا ہے کہ اس تلاش میں ان سے لیلۃ القدر چوک جائے، لیکن یہ گوارا نہیں ہے کہ لیلۃ القدر ہٹلا دینے سے کوئی گنہگار بندہ اپنے گناہ کی ہزار گنا زیادہ سزا پائے! اللہ اللہ! وہ اپنے بندوں کا کتنا خیال رکھتا ہے، پھر گنہگار بندوں کا!

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب لیلۃ القدر کا علم نہیں ہوگا اور بندے رمضان کی ہر رات کو لیلۃ القدر کے گمان میں جاگ کر گزاریں گے اور رمضان کی ہر رات میں عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا، اسی ابن آدم کے متعلق تم نے کہا تھا کہ یہ زمین کو خونریزی اور گناہوں سے بھر دے گا، ابھی تو اس کو لیلۃ القدر کا قطعی علم نہیں ہے، پھر بھی عبادت میں اس قدر کوشش کر رہا ہے، اگر اسے لیلۃ القدر کا علم قطعی ہوتا کہ کون سی رات ہے پھر اس کی عبادتوں کا کیا عالم ہوتا!

☆ مفتی محمد خان قادری اپنے رسالہ ”شب قدر اور اس کی فضیلت“ کے صفحہ نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں:

شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسم اعظم، جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس کو بھی مخفی رکھا گیا ہے۔

(۲) اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اکتفا کر لیا جاتا۔ ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اسے آشکارا نہیں کیا گیا۔

(۳) اگر کسی مجبور کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جائے تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

(۴) اللہ عزوجل کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے۔ اس لئے رات کی تعین نہ فرمائی تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزاریں۔

(۵) عدم تعین کی وجہ گنہگاروں پر شفقت بھی ہے کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔

(۶) ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کر دینے کی جھگڑا بھی ہے کیونکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو حکم دیا کہ آپ اس رات کی تعین کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرمادیں کہ یہ فلاں رات ہے لیکن دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرما دیا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی اپنے رسالہ ”مبارک راتیں“ (مطبوعہ قادریہ پبلشرز کراچی) کے صفحہ نمبر ۳۹ میں شبِ قدر مخفی کیوں؟ کے تحت تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کے باعث بہت سی اہم چیزوں کو مخفی رکھا ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کو عبادت و اطاعت میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔

(۲) اس نے اپنے غصہ کو گناہوں میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ ہر قسم کے گناہوں سے بچیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- (۳) اپنے اولیاء کو مومنوں میں مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ سب ایمان والوں کی تعظیم کریں
- (۴) دعا کی قبولیت کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ مختلف دعائیں مانگا کریں
- (۵) اسم اعظم کو مخفی رکھا تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہر نام مبارک کی تعظیم کریں۔
- (۶) صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ سب نمازوں کی حفاظت کریں
- (۷) موت کے وقت کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہیں۔
- (۸) توبہ کی قبولیت کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ جس طرح ممکن ہو توبہ کرتے رہیں۔
- (۹) ایسے ہی شب قدر کو مخفی رکھا تاکہ لوگ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

سوال: شب قدر میں عبادت کس طرح سے کی جائے؟

جواب: مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنی تفسیر ”تبیان القرآن“ کی جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۸۹۶ میں لکھتے ہیں:

لیلة القدر میں عبادت کا طریقہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روشنی میں لیلة القدر کی اصل عبادت قیام نماز ہے اس لئے اس رات زیادہ سے زیادہ نوافل پڑھنے اور توبہ و استغفار میں کوشش کرنی چاہئے، بندہ خضوع و خشوع اور سوز و گداز سے نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں، تقصیروں اور گناہوں کو یاد کر کے روئے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور بار بار استغفار کرے۔ بعض صالحین نے اس رات کی عبادت کے مخصوص طریقے بتائے ہیں۔ علامہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بعض صالحین لیلۃ القدر میں لیلۃ القدر کے قیام کی نیت سے دس دوگانے پڑھتے تھے۔ بعض اکابر سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص نے ہر رات لیلۃ القدر کی نیت سے دس آیات تلاوت کیں وہ لیلۃ القدر کی برکات سے محروم نہیں ہو گا۔ امام ابواللیث نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی کم از کم نماز دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ ہزار رکعات ہیں اور متوسط سورکعات ہیں اور ہر رکعت میں متوسط قرأت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد سومرتبرائنا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ کی سورت پڑھے اس کے بعد تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی سورت پڑھے پھر دو رکعات کے بعد سلام پھیر دے اور درود شریف پڑھ کر دوسرے دوگانے کیلئے اٹھے اس طرح جتنے نفل چاہے پڑھے۔

سوال: شب قدر کی مخصوص دعا کی طرح کیا شب قدر کی کوئی مخصوص

عبادت/عبادات ہیں؟

جواب: نہیں، شب قدر کیلئے کوئی مخصوص عبادت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر میں ہے۔ جس بندے نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام (عبادت) کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

اس لئے یہ شب قدر میں عبادت کرنے والے پر منحصر ہے کہ وہ کیا عبادت کرے۔ قیام تو نوافل کے ادا کرنے سے ہی حاصل ہوگا اور اس قیام کے دوران ہی

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تسبیحات اور قرآن کریم کی تلاوت جتنی دیر چاہے کر سکتا ہے۔
علماء کرام اکثر شب قدر کو اپنی عبادت تین طرح کرتے ہیں۔
(۱) نفل ادا کرتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

(۳) ذکر اذکار اور اپنے وظائف پڑھتے ہیں۔

سوال: کیا شب قدر میں مسنون دعا کے علاوہ دوسری دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں؟

جواب: بلاشبہ مسنون دعا کے علاوہ دوسری دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں۔ نوافل کی ادائیگی کے دوران بھی تشہد اور درود شریف کے بعد بندہ جتنی چاہے دعائیں مانگ سکتا ہے اور نوافل کے علاوہ بھی اللہ عزوجل کا اعلان عام ہے کہ میرا بندہ جب چاہے مجھ سے مانگ سکتا ہے۔ اللہ عزوجل نے دعا کرنے کیلئے کوئی وقت مخصوص نہیں کیا ہاں کچھ مقامات اور اوقات میں دعا زیادہ قبول فرماتا ہے۔

سوال: کیا شب قدر کی تلاش کیلئے ساری ساری رات عبادتیں کرنا اور ذکر اذکار کا اہتمام کرنا ضروری ہے؟

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ (رواه مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ جتنی عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں کرتے تھے اتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِزْرَهُ وَاحْبَسَ لَيْلَهُ وَابْقَطَ أَهْلَهُ - (متفق عليه)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تہ بند کو کس کر باندھ لیتے اور ساری رات عبادت کرتے اور گھر والوں کو جگاتے۔

یہ تو حضور سید عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک تھا اور احادیث میں بھی یہی ہے کہ مکمل شب شب قدر ہے اس لئے اسے ساری رات میں ہی تلاش کرنا چاہیے اس لئے جہاں تک ممکن ہو ساری رات ہی عبادت میں گزاریں۔

سوال: شب قدر کے فیوض و برکات حاصل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: شب قدر حتیٰ لممکن شب بیداری کرنے چاہیے کہ شب قدر کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہو سکے۔ احادیث میں جو اس کے حاصل کرنے کا سب سے آسانی طریقہ آیا ہے وہ یوں ہے کہ:

جامع صغیر میں ہے کہ جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے تو اس نے گویا شب قدر میں عبادت کی۔ طبری نے بروایت حضرت ابو امامہ روایت کی کہ جو نماز عشاء کی جماعت سے پڑھے تو گویا وہ آدھی رات عبادت گزار رہا اور جو فجر بھی جماعت سے پڑھ لے تو گویا وہ تمام رات عابد رہا۔

سوال: لیلة القدر میں علماء کرام کے مبارک معمولات کیا ہوتے تھے؟

جواب: (۱) شب قدر وہ بابرکت اور مبارک رات ہے جس میں اللہ عز و جل کی بارگاہ

اقدس میں کی گئی جائز اور اچھی دعائیں اجابت و قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ اس کی بابرکت ساعتوں میں کی گئی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ اس لئے علماء کرام اور بزرگان دین اس مہینہ کی آخری طاق راتوں بلکہ پورے آخری عشرہ میں شب بیداری کرتے اور خصوصی دعا کرتے۔ اگر ہم بھی چاہتے کہ دلی مرادیں پوری ہوں اور تمنائیں اور التجائیں بارگاہ رب ذوالجلال میں شرف قبولیت و اجابت سے ہمکنار ہوں تو ہمیں بھی ان راتوں میں خصوصی طور پر شب بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے اور دنیا و آخرت کی ہر اچھی تمنا اور آرزو کہ اللہ عز و جل کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنا چاہیے تاکہ ہمارے لیل و نہار میں بھی انقلاب آجائے۔ ہمیں بھی دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل ہو جائیں۔

(۲) حدیث شریف میں ہے:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جو شخص شب قدر میں قیام کا اہتمام فرمائے گا اللہ عز و جل اس کے پہلے گناہ معاف فرمادے گا۔

اس حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے اکابر علماء کرام اور بزرگان دین کا معمول تھا کہ وہ فرض نمازوں، تہجد اور تراویح کے علاوہ بھی نوافل ادا فرماتے تھے۔

اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تو تقریباً ہر روز نوافل پڑھتے اور اس اہتمام سے پڑھتے کہ گویا آج ہی شب قدر ہے۔ خشوع و خضوع اور اخلاص ان کا خاص جزو ہوتے۔

(۳) اللہ عز و جل کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے گناہوں، کمیوں، کوتاہیوں سے درگزر فرمانے کیلئے عرض گزار ہوتے۔ ان کا انداز ایسا عاجزانہ ہوتا کہ اللہ عز و جل کے دریائے عفو و درگزر میں جوش آ جاتا ہے۔ شب قدر کی مخصوص دعا پڑھتے۔ سید الاستغفار پڑھتے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گناہوں سے درگزر فرمانے کی جتنی مسنون دعائیں ہیں وہ پڑھتے۔ رو رو کر، گڑ گڑا کر
عرض گزار ہوتے۔

(۴) اسماء الحسنیٰ کا ورد اور درود شریف کی کثرت۔

(۵) آخری عشرے میں اعتکاف کا اہتمام فرماتے۔

(۶) تلاوت قرآن مجید بہت کثرت سے کرتے۔

سوال: شب قدر افضل ہے یا جمعۃ المبارک؟

جواب: بلاشبہ شب قدر جمعۃ المبارک کی رات سے بہتر ہے۔ کیونکہ کسی اور رات کیلئے
ایسے الفاظ نہیں آئے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

یعنی اس رات کا عمل ایسی ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں یہ رات نہ ہو۔

غنیۃ الطالبین میں لیلۃ القدر کو سَيِّدُ اللَّيَالِي (تمام راتوں کی سردار) فرمایا گیا ہے

غنیۃ الطالبین مترجم (فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور ۲) کے صفحہ نمبر ۴۶۰

میں ہے۔

”کہا گیا ہے کہ انسانوں کے سردار حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اہل عرب کے

سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، ایرانیوں کے سردار حضرت سلیمان فارسی ہیں، اہل روم

کے سردار حضرت صہیب ہیں، حبشہ والوں کے سردار حضرت بلال ہیں (رضی اللہ عنہم)۔

بستیوں کا سردار مکہ مکرمہ ہے، وادیوں کی سردار وادی بیت المقدس ہے۔ دنوں کا سردار یوم

جمعہ راتوں کی سردار لیلۃ القدر کتابوں کا سردار قرآن پاک، سورۃ بقرہ کی سردار آیۃ

الکری، پتھروں کا سردار حجر اسود، کنوؤں کا سردار زم زم، لاشیوں کا سردار حضرت موسیٰ علیہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

السلام کا عصا ہے۔ مچھلیوں کی سردار وہ مچھلی ہے جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام تھے اونٹنیوں کی سردار حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی سوار یوں کی سردار براق انگوٹھیوں کی سردار حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔“

نوٹ: حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام اور تمام اولاد آدم علیہ السلام سے افضل ہیں اور آپ ہی سب کے سردار ہیں۔ شبِ معراج اور روزِ محشر میں آپ کی سیادت قیادت اور سرداری واضح ہے۔ اسی طرح آپ سے منسوب ہر شے تمام اولاد آدم سے منسوب اشیاء سے افضل ہے۔

غنیۃ الطالبین میں ہی آگے صفحہ نمبر ۴۶۴ میں ”جمعہ کی رات افضل ہے یا لیلۃ القدر“ کے عنوان کے تحت جمعہ کے فضائل بھی رقم کئے گئے ہیں ان کو بھی ایک نظر ملاحظہ فرمائیں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جمعہ کی رات کو اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی بخشش فرماتا ہے“ اور یہ فضیلت نبی اکرم ﷺ سے کسی دوسری رات کے بارے میں منقول نہیں ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”روشن رات اور روشن دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اور یہ جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے۔“

نیز جمعہ کی رات دن کے تابع ہوتی ہے اور جمعہ المبارک کے دن کے بارے میں جس قدر فضیلت آئی ہے لیلۃ القدر کے دن کے بارے میں نہیں آئی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ المبارک سے زیادہ باعظمت اور محبوب دن پر سورج طلوع نہیں ہوا۔“

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”سورج کسی

ایسے دن پر طلوع ہوتا ہے نہ ہی غروب ہوتا ہے جو جمعہ کے دن سے افضل ہو انسانوں اور جنوں کے علاوہ ہر چوپایہ جمعہ کے دن سے ذکر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے دن دنوں کو ان کی شکلوں پر اٹھائے گا اور جمعہ المبارک کو اس طرح اٹھائے گا کہ روشن اور چمکتا ہوگا اور اہل جمعہ اس کے گرد اس طرح جمعہ ہوں گے جس طرح دہن کو دولہا کے گھر لے جایا جاتا ہے وہ ان کیلئے روشن ہوگا اور لوگ اس کی روشنی میں چلیں گے ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اور کافور کے پہاڑوں میں اتریں گے۔ میدانِ قیامت میں کھڑے تمام لوگ اس کی طرف دیکھیں گے اور تعجب کرتے ہوئے دیکھتے چلے جائیں گے ان سے آنکھ نہیں ہٹائیں گے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

رات افضل ہے یا دن:

- علماء کرام نے اس موضوع پر بھی بحث فرمائی ہے اور رات کی دن پر فضیلت کی کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیں:
- (۱) رات کو یہ شرف حاصل ہوا کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے لیکن دوسری طرف دنوں میں کوئی ایسا دن نہیں جو ہزار مہینوں سے افضل ہو۔
 - (۲) قرآن پاک کا لوح محفوظ سے بیت العزت (آسمان دنیا پر فرشتوں سے گھرا ہوا ایک مقام ہے) میں نزول رات کے وقت ہوا جبکہ دن کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔
 - (۳) اللہ عزوجل کے انوار و تجلیات کا آسمان دنیا پر نزولِ اجلال رات کے آخر پہر میں ہوتا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- (۴) حضور نبی کریم ﷺ کو معراج کا شرف رات کے وقت حاصل ہوا۔
- (۵) شب برأت رات کو ہے۔
- (۶) رات کو انسان تمام تفکرات سے آزاد ہو کر سوتا ہے۔
- (۷) نماز تہجد رات کے وقت ادا کی جاتی ہے۔
- (۸) انبیاء اولیاء صالحین کیلئے رات کی پُر کیف ساعتیں حاصل زندگی ہوتی ہیں۔
- سوال: لیلة القدر میں شب بیداری کیسے اور کہاں کی جائے؟

جواب: لیلة القدر میں جتنی بھی عبادات اور ذکر اذکار کا اہتمام کیا جاتا ہے وہ تمام فرض واجب یا سنت نہیں ہیں۔ بنیادی چیز لیلة القدر کا پالینا ہے جو ہزار مہینے کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے۔

شریعت نے اس سلسلہ میں کوئی پابندی عائد نہیں کی کہ صرف نوافل ادا کرتے رہنا ہے یا قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت میں مصروف رہنا ہے۔ آپ مختلف قسم کے ذکر اذکار اور وظائف پڑھ سکتے ہیں۔ آپ ساری رات اللہ اللہ کرتے یا درود شریف پڑھتے گزار سکتے ہیں۔ آپ ایسی محافل میں جاسکتے ہیں جہاں ان تمام چیزوں کا کسی خاص ترتیب سے اہتمام کیا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کا خطاب یا درس آپ کی زندگی ہی بدل کر رکھ دے۔ دُعا کیلئے اور اجتماعی طور پر ہر طرح سے کی جاسکتی ہے۔ ذکر اکیلے اور اجتماعی طور پر ہر طرح سے کیا جاسکتا ہے کہ حدیث شریف میں موجود ہے کہ اگر کسی جگہ کچھ لوگ ذکر کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں تو انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان محافل میں شرکت کرتے ہیں۔

چونکہ ہر انسان کا مزاج الگ الگ ہے لہذا یہ اس کے مزاج پر ہے کہ کیسے اور کہاں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شب بیداری سے خود کو پرسکون محسوس کرتا ہے۔ جہاں آپ یک سوئی اور طمانیت کے ساتھ اللہ عزوجل کا قرب، طمانیت، خوشی اور راحت محسوس کریں وہاں شب بیداری کریں۔

سوال: لیلة القدر میں خصوصی محافل کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عزوجل کا قرآن مجید میں فرمانِ عالی شان ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(پارہ ۲، سورہ بقرہ، آیت ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سہولت چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری اور تنگی نہیں چاہتا۔ اور قرآن و حدیث میں واضح احکام ہیں کہ حلال وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ عزوجل کی طرف سے معاف ہے یعنی اس فعل پر کچھ مواخذہ نہیں۔ ہر شخص کی طبیعت اور مزاج جدا جدا ہے۔ کچھ تنہائی پسند ہوتے ہیں اور اکیلے علیحدہ اپنی عبادت میں سکون محسوس کرتے ہیں ان پر محفل کی سرگرمیاں کچھ اثر نہیں رکھتیں اور اکثریت تنہائی میں بوریات محسوس کرتی ہے ان پر نیند طاری ہو جاتی ہے ایسی طبیعتیں محافل میں خوش رہتی ہیں اور محافل کی وجہ سے عبادت کرتی رہتی ہیں۔ لہذا لیلة القدر میں جو محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے وہ قطعاً حرام اور ناجائز نہیں کہ شریعت نے اس کو حرام قرار نہیں دیا اور تنہائی سے گھبرانے والوں کو بھی شب بیداری میں آسانی ہو جاتی ہے۔

سوال: لیلة القدر میں اگر جاہل لوگ منکرات و بدعات کے مرتکب

ہوں تو کیا لیلة القدر میں شب بیداری کو ترک کر دینا چاہیے؟

جواب: شادی کرنا سنت نبوی ہے۔ اس کا سنت طریقہ بڑا سادہ ہے لیکن آج کل کے

حالات میں شادی بیاہ کے موقع پر کئی طرح کی بدعتیں اور منکرات و بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں تو کیا ایسی تقریبات منکرات اور بدعات کی وجہ سے ترک کر دی جائیں گی؟ نہیں، صرف بدعات و منکرات سے روکا جائے گا۔

اسی طرح شب قدر کی محافل میں اگر کہیں لوگ بدعات و منکرات کے مرتکب ہوں تو صرف ان بدعات و منکرات کو روکا جائے گا نہ کہ ان محافل کو ہی بند کر دیا جائے جو کہ ایک جائز مقصد حاصل کرنے میں مددگار ہیں۔

سوال: لیلة القدر کے احکام و مسائل بیان کریں۔

جواب: مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (رواه البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَوَّاءَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَعَتْ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيًا فَلْيَتَحَرَّ مَا فِي

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں دیکھا۔ اس سلسلہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں تم میں سے شب قدر کا متلاشی شب قدر کو رمضان کی آخری

السَّبْعِ الْآخِرِ۔ (متفق علیہ)
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّيْسُوهَا
فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ
تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى (رواه البخاری)
سات راتوں میں تلاش کرے (متفق علیہ)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے
آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔
(خصوصیت کے ساتھ) پچیسویں ستائیسویں
اور اسیسویں راتوں میں (بخاری)

مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ قُولِي
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ
فَاعْفُ عَنِّي
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
یا رسول اللہ مجھے تعلیم فرمائیں اگر مجھے
شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں
آپ نے فرمایا: اللھم انک عفو تحب
العفو فاعف عني پڑھو۔

(رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی وصحیح)

آگے ہم مفتی محمد خان قادری کی کتاب ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کیسے گزارتے“ سے کچھ
احکام و مسائل بیان کرتے ہیں۔

مسجد میں قیام کا معمول:

شب قدر کی تلاش کیلئے گھر میں بھی قیام کیا جاسکتا ہے مگر افضل و مستحب یہ ہے
کہ اس کیلئے قیام مسجد میں کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی ملتا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حتیٰ کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا، تیسویں رات کا ایک تہائی حصہ چوبیس کو قیام فرمایا پچیس کو نصف رات تک قیام فرمایا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بقیہ حصہ بھی قیام فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، آدمی جب امام کے ساتھ کچھ رات نماز ادا کرتا ہے تو اس کی بقیہ رات بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے چھبیس کو آپ نے قیام نہ فرمایا، ستائیس کو قیام فرمایا۔

بعث الی اہله واجتمع الناس فقام
بناحتی خشینا ان یفوتنا الفلاح
(ابوداؤد: ۱۳۷۵)
اور اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کر کے
اتنا قیام فرمایا کہ ہمیں سحری فوت ہونے
کا خوف لاحق ہوا۔

پھر کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، نسائی میں یہ اضافہ ہے۔
انہ قام لیلة السابع والعشرين کلھا
حتی التسحھا وصلو الفجر
(کہ سحری کا وقت ہوا) سحری کی اور نماز فجر
ادا کی۔

مسند احمد میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ ﷺ نے تیس رات کو ہمارے ساتھ ایک تہائی رات تک قیام فرمایا پھر فرمایا۔

لا احسب ما تطلبون الا وراءکم میں محسوس کرتا ہوں جس کی تمہیں تلاش ہے وہ بعد میں آنے والی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے پچیس رات کو نصف رات تک قیام کیا اور فرمایا تمہارا مطلب بعد میں ہے۔
ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرين
حتی اصبح ومسکت
پھر ہم نے ستائیس کو آپ کے ساتھ صبح
تک قیام کیا اس کے بعد آپ نے
خاموشی اختیار فرمائی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ڈاکٹر فاروق حمادہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں:

وبهذا الحديث نستدل على ان
احياء الليلة يكون في المسجد
ويكون باجتماع الناس فيها
صغيرهم و كبيرهم ممن
يستطيع ذلك۔ (ليلة القدر: ۱۰۴)

اس حدیث سے ہم یہ استدلال کر سکتے
ہیں کہ شب قدر میں قیام مسجد میں ہونا
چاہیئے اس میں لوگ جمع ہونے چاہیں
خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔

غسل کا معمول:

آپ ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ خصوصاً شب قدر میں مغرب کے
بعد غسل فرمایا کرتے۔ حضرت انس بن مالک اور حضرت زبیر بن حبیش رضی اللہ عنہما دونوں فرمایا
کرتے شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

فاذا كان تلك الليلة فليغسل
احدكم و يفطر على لبن و ليوخر
فطره الى السحر۔

جب یہ رات آئے تو غسل کرو اور
دودھ سے افطار کرو اور افطار کے کھانے
کو سحری تک موخر کر دو۔

(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۳)

فقط دودھ پر افطاری اس لئے تاکہ بیدار رہنا آسان ہو۔

حضرت ابراہیم نخعی تابعی کے بارے میں ہے:

يغتسل كل ليلة في العشر الاواخر
في رمضان۔ (مصنف: ۴: ۲۵۴)

وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں
ہر رات غسل کیا کرتے۔

امام محمد بن جریر الطبری اسلاف کا معمول بیان کرتے ہیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كانوا يستحبون ان يغتسلوا كل ليلة من ليال العشر الاخر في رمضان۔ (مصنف: ۴: ۲۵۴)

وہ آخری عشرہ رمضان میں ہر رات غسل کیا کرتے تھے۔

خوشبو اور لباس:

صحابہ اور تابعین کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ شب قدر کے موقعہ پر خوشبو لگاتے اور اچھا لباس پہنتے حضرت ثابت بنانی تابعی بیان کرتے ہیں۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حلة اشتواھا بالف درهم وکان يلبھا في الليلة التي ترجى فيها رات زیب تن فرماتے جس میں شب قدر کی امید ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب چوتھیں رات آتی (ان کے نزدیک یہی شب قدر ہے) غسل کرتے خوشبو لگاتے۔

ولیس حل وازاراً ورداء فاذا أصبح طواهما فلميلبسهما الى مثلهما من قابل

خوبصورت خلہ تہہ بند اور چادر پہنتے اور صبح کے وقت ان کے طے لگا کر رکھ دیتے پھر اس طرح کے کپڑے آئندہ سال نہ پہنتے۔

حضرت ایوب السخنیانی تابعی کے بارے میں ہے وہ تیسویں رات کو شب قدر جانتے اس میں غسل فرماتے خوشبو لگاتے۔

ويلبس ثوبين جديدين ويستجمر

اور دونوں کپڑے نئے پہنتے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۴: ۲۵۰)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیخ حافظ ابن رجب ان معمولات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فتسین بهذا انه يستحب في
اللباس التي ترجى فيها ليلة
القدر التنظف والتزين والتطيب
بالغسل والطيب واللباس الحسن
كما يشرع في الجمع والاعیاد
وكذلك يشرع اخذ الزينة
بالثياب في سائر الصلوات كما قال
تعالى خذوا زینتکم عند کل مسجد
اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جن راتوں
میں شب قدر کی اُمید ہو ان میں
لطف زینت، خوشبو، غسل اور خوبصورت
لباس مستحب ہے جیسا کہ جمعہ اور عیدین
میں اسی طرح بقیہ نمازوں میں لباس
اچھا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔
(لطف المعارف: ۳۴۷)

قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا:

شب قدر کے موقع پر تمام گھر والوں حتیٰ کہ باشعور بچوں کو بیدار کرنا مستحب
ہے۔ آپ ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اور خصوصاً شب قدر میں تمام اہل کو بیدار
فرماتے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ

كان يوقظ اهله في العشر
الاواخر من رمضان
رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں
اپنے تمام گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴: ۲۵۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ستائیس رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے:
بعث الی اہله واجتمع الناس
اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا اور لوگوں کو
بھی جمع فرمایا۔
(ابوداؤد: ۱۳۷۵)

امام اسود اسامیونین بدو عا شہ جو بیٹا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:
كانت توقظاً ليلة ثلاث وعشرين آپ تیسویں رات میں ہمیں بیدار
(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۷۷) رکھا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہے:
يوش الماء على اهله ليلة ثلاث وعشرين آپ تیسویں رات اپنے گھر والوں پر
(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۷۷) بیدار کرنے کیلئے پانی چھڑکتے۔

ليلة القدر تا قیامت باقی ہے

اس پر اجماع ہے کہ ليلة القدر تا قیامت باقی ہے ہاں فقط اس کی تعیین اٹھالی
گئی ہے۔ نسائی میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے میں نے آپ ﷺ سے
عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ فرمایا وہ رمضان میں
آتی ہے۔ میں نے عرض کیا کیا وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔

فاذا قبضوا رفعت ام هي الي جب ان کا وصال ہوا تو ساتھ اسے بھی
يوم القيامة؟ اٹھالیا گیا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے
آپ ﷺ نے فرمایا:

بل هي الي يوم القيامة (النسائی) بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے۔

امام عبدالرزاق حضرت عبداللہ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں میں نے حضرت
ابو ہریرہؓ سے عرض کیا کچھ لوگ کہتے ہیں:

ان ليلة القدر رفعت شب قدر اٹھالی گئی ہے۔
آپ نے فرمایا:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كذب من قال ذلك ایسا کہنے والا کاذب اور جھوٹا ہے۔

(فتح الباری ۴: ۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن شریک سے ہے کہ حجاج نے شب قدر کا تذکرہ اس انداز میں کیا گویا وہ اس کا انکار کر رہا ہے تو صحابی رسول حضرت زربن حبیش رضی اللہ عنہ نے اسے پتھر مارنے کا ارادہ فرمایا مگر لوگوں نے روک لیا۔ (غایۃ الاحسان: ۴۸)

قاضی عیاض رحمہ اللہ شرح مسلم میں رقمطراز ہیں:

اجمع من يعتد به من العلماء تمام قابل اعتماد علماء متقدمین و متاخرین
المتقدمین و المتأخرین علی ان کا اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر
لیلة القدر باقية دائمة الی يوم تا قیامت باقی ہے کیونکہ اس کی تلاش پر
القیامة لاحادیث الصریحة الی احادیث صریح صحیح وارد ہیں۔

الصحيحة فی الامر بطلبها

(المجموع للإمام النووي ۶: ۴۵۸)

بعض لوگوں کا رد:

کچھ روافض نے شب قدر کا انکار کرتے ہوئے اس روایت سے استدلال کیا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے کیلئے تشریف لائے اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر

فتلاحي فلان و فلان فرفعت فلاں فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو

(موطامام مالک: ۱: ۳۲۰) اسے اٹھالیا گیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تو یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ شب قدر اٹھالی گئی ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اسی حدیث کے آخری الفاظ اس کی تردید کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ الْكَمِّ یہ مخفی ہونا تمہارے لئے بہتر ہے تم اسے
فَالْتَمَسُوْهَا فِي السَّاعَةِ نو سات اور پانچ رات میں تلاش کرو
وَالسَّابِعَةُ الْخَامِسَةُ (بخاری، فضل لیلۃ القدر)

..... تَوْرُفَعْتُ کا معنی شب قدر کا اٹھایا جانا نہیں بلکہ اس کا تعین کا اٹھایا جانا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

المراد انه انسى علم تعيينها في مراد یہ ہے کہ اس سال اس کی تعین
تلك السنة (فتح الباری ۴: ۲۰۸) کا علم اٹھالیا گیا۔
آئے چل کر لکھتے ہیں:

اذا تقسروا ان الذي ارتفع علم یہ بات ثابت ہے کہ اس سال اس
تعيينها تلك السنة (فتح الباری ۴: ۲۱۷) کی تعین کا علم اٹھالیا گیا تھا۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کیلئے جو خاص دُعا تعلیم فرمائی
اس کی وضاحت کریں۔

جواب: حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی نے اپنی تصنیف ”حضور ﷺ
رمضان کیسے گزارتے“ میں اس پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

دعا کی تعلیم دیتے:

أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ عَالَمِينَ صَدِيقَةُ خَيْرِ النَّاسِ ہے میں نے رحمۃ للعالمین سے اور
اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ

كان يوقظ اهله في العشر الاخير رمضان (فتح الباری ۴: ۲۱۸) والوں کو بیدار فرماتے۔

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ:

ارایت ان وافقت ليلة القدر ما اقول فيها

آپ ﷺ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں اگر میں لیلة القدر پالوں تو اس میں کیا پڑھوں

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کرو اور مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (الترمذی کتاب الدعوات) اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معافی دینے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔

دعا کی تشریح:

رسول اللہ ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

عَفُوٌّ: اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے۔ اس کا معنی ہے بندوں کے گناہوں سے

درگزر فرمانے والا اور ان سے ان کے گناہوں کے اثرات ختم فرما دینے والا۔

تُحِبُّ الْعَفْوَ: معافی دینے کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو معافی دینا

پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ بندے ایک دوسرے کو معاف کر دیں جو بندہ

چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معافی دے وہ اس کے بندوں کو معافی دینا سیکھے یعنی دوسروں

کو معاف کر کے یہ عرض کرے اے اللہ! میں نے بندہ ہو کر دوسروں کو معاف کر دیا ہے تو

خالق و مالک ہے مجھے معاف فرما، آپ ﷺ کا مبارک فرمان ہے:

جو کسی پر رحم و شفقت نہیں کرتا اس پر

لا یرحمہ لا یرحمہ

رحم نہیں کیا جاتا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرو مہربانی تم اہل زمین پر..... خدا مہربان ہوگا عرش پر
اور اگر بندہ ناتوان و محتاج ہو کر کسی کو معاف نہیں کرتا تو وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی
مانگنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو عذاب کی نسبت معافی دینا، محبوب ہے، حبیب خدا ﷺ
یوں دعا کرتے:

اعوذ برضاك من سخطك و میں تیری ناراضگی سے تیری رضا میں
عفوك من عقوبتا پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے
(المسلم، باب يقال في الركوع) تیرے عفو و درگزر میں پناہ چاہتا ہوں۔

اس دعا کی جامعیت:

حضور ﷺ کی یہ بتائی ہوئی دعا اس قدر جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی شے
اس سے باہر و خارج نہیں، واقعاً جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا انعام و مرثدہ
مل جائے اس کے دونوں جہاں سنور گئے، اسی لئے آپ ﷺ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت
کی دعا کرتے۔

اللهم اني اسئلك العافية اے اللہ میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں
(المسلم، کتاب الذکر)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:
لا تتمنوا لقاء العدو واسئخوا الله دشمن سے مٹھ بھیڑ کی تمنا مت کرو اللہ
العافية (البخاری کتاب الجہاد) تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہا کرو۔
ایک صحابی کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم دیں۔

اللهم عافني في بدني اللهم عافني اے اللہ مجھے میرے بدن میں عافیت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فی جسدی اللهم عافنی فی عطا فرما میرے جسم میں اور میری آنکھوں
بصری (المسلم کتاب الذکر) میں عافیت عطا فرما

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر تشریف
فرما ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ کیا اور رو دیئے حتیٰ کہ تین دفعہ ایسے کیا پھر فرمایا:

ان الناس لم يعطوا فی هذه لوگوں کو اس دنیا میں معافی اور عافیت
الدنيا شیئاً افضل من العفو سے بڑھ کر کوئی شے نہیں دی گئی لہذا
والعافية فسلوہما اللہ عزوجل تم اللہ عزوجل سے انہی کو مانگا کرو۔

(مسند حمیدی: ۱/۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے آپ فرمایا کرتے:

لان اعافی فاشکر احب الی من ان مجھے عافیت ملے اور اس پر میں شکر ادا
ابتلی اصبر (فتح الباری ۶: ۱۵۶) کروں میرے لئے یہ اس سے بہتر ہے

کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں
اور صبر کروں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:

لیس بعارف من لم یکن غایۃ وہ صاحب معرفت ہو ہی نہیں سکتا جس کی
املہ من اللہ سبحانہ و تعالیٰ العفو اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ سے آخری اور
(لطائف المعارف: ۳۷۱) انتہائی امید معافی کی نہ ہو۔

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے:

اللهم ارض عنا فان لم ترض عنا اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا، اگر راضی
فباعف عنا (اتحاف اہل الاسلام ۲۳۳) نہیں ہونا تو ہمیں معاف فرما دے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت صلہ بن الیشم ساری رات عبادت الہی میں بسر کرتے اور سحری کے وقت یہ دعا کرتے:

اللهم انی اسئلك ان تجیرنی اے اللہ! میں آپ سے دوزخ سے نجات
من النار و مثلی یجتری ان کی دعا کرتا ہوں اور مجھ جیسا آپ سے
یسالك الجنة (لطائف المعارف ۳۸۴) جنت کا سوال کی کیسے جرأت کر سکتا ہے؟
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا یہی وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:
كانوا قلة لا من الليل ما يهجعون وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں (عبادت
وبالاسحار هم يستغفرون میں مشغول رہتے ہیں) اور بوقت سحری
اپنے رب سے معافی مانگتے ہیں۔

گویا ان کا سبق یہ ہے کہ جس کے گناہ کثیر و عظیم ہیں وہ رضا کے بجائے معافی
کا خواستگار بنے۔

ان كنت لا اصلح للقرب فشانكم عفو عن الذنب
(اگرچہ مجھ میں محبوب کے قرب کی صلاحیت نہیں مگر معافی دینا تو اس کی شان
کریبی ہے)

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ بعض صلحاء اپنے رب اکرم کے حضور یوں دعا کرتے

اللهم ان ذنوبی قد عظمت اے اللہ! میرے جرائم بلاشبہ اتنے بڑے
فجلت عن الصفة وانها صغيرة ہیں کہ بیان سے باہر ہیں مگر تیرے عفو
فی جنب عفوك فاعف عنی و درگزر کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت
نہیں لہذا مجھے معاف فرمادے۔

ایک بزرگ کی دعا کے یہ کلمات ہوا کرتے تھے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جرمی عظیم و عفو کبیر میرے جرائم عظیم مگر تیرا عفو کبیر ہے
فا جمع بین جرمی و عفو کبیر اے کریم میرے جرم اور اپنے عفو
کریم (لطائف المعارف: ۳۷۰) دونوں کو اکٹھا فرما کر فیصلہ فرما دے۔
قاضی عطیہ محمد سالم آپ ﷺ کی اس دعا کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهذا الدعاء في ايجازه جامع
كل الخير باعجازه لان من
رزق عوض في بدنه ونفسه
ومن الحساب والعقاب فيفوز
بسعادة الدارين
یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود تمام
بھلائیوں کو معجزہ شامل ہے کیونکہ جسے
بدن و نفس میں حساب اور عقاب سے
عافیت نصیب ہوگی وہ سعادت دارین
سمیٹنے میں کامیاب ہو گیا۔

(مع الرسول فی رمضان: ۹۶)

دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے:

چونکہ یہ دعا آپ ﷺ کا عطا کردہ وظیفہ ہے شب قدر میں اس کو دیگر معمولات پر
ترجیح دینی چاہیے۔ لہذا بارگاہ الہی کی طرف امیدوار بن کر دل کو متوجہ کر کے نہایت ہی
اخلاص اور آہ و زاری سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے بعض اہل معرفت کا تو یہ قول ہے
کہ یہ دعا اس رات نفلی عبادت سے بھی افضل ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
الدعاء في تلك الليلة احب
الی من الصلوة (لطائف المعارف: ۳۶۷) نفلی نماز سے افضل ہے۔

اگرچہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات دعا کے ساتھ قیام
کا بھی حکم دیا ہے ہاں وہ عمل افضل ہوگا جس میں کثرت کے ساتھ دعا ہو۔ مثلاً کثرت دعا
اس نماز سے افضل ہوگی جو دعا سے خالی ہوگی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیخ ابن رجب آپ ﷺ کا معمول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فیجمع بین الصلوة القراءة والدعاء
والتفکر وهذا افضل الاعمال
واكملها فی لیالی العشر
وغیرھا۔ (لطائف: ۳۶۸)

آپ ﷺ نماز، تلاوت قرآن، دعا اور
تفکر سب کو بجالاتے اور آخری عشرہ
رمضان اور دیگر اوقات میں یہی اعمال
افضل و اکمل ہیں۔

معافی کی تعلیم میں حکمت:

آپ ﷺ نے اس مقدس و مبارک موقع پر بندوں کو اپنے رب اکرم سے
معافی مانگنے کی تعلیم دی، شارحین حدیث نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے
کہ بندوں نے رمضان المبارک میں اس کے آخری عشرہ اور لیلة القدر میں خوب
عبادت میں محنت و جدوجہد کی ہوتی ہے، کہیں ان کی نگاہ اپنے اعمال پر نہ چلی جائے۔
انہیں بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کے اپنے رب کی رحمت و فضل پر نظر رکھ کر معافی کا
خواستگار ہونا چاہیے کیونکہ کون ہے جو اپنے رب کی بارگاہ کے شایان شان عمل بجالا سکے
اور اس کی کسی ایک نعمت کا شکریہ ادا کر سکے، انسان تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا، چہ
جائیکہ ان کا کما حقہ شکریہ بجالائے۔

شیخ ابن رجب اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انما امر بسؤال العفو فی لیلة
القدر بعد الاجتهاد فی الاعمال
فیہا ولی لیالی العشر لان
العارفين یجتهدون فی الاعمال
فسم لا یرون لانفسهم عملاً

آپ ﷺ نے شب قدر اور آخری عشرہ
میں عبادت و ریاضت میں محنت و جدوجہد
کے بعد عفو و درگزر کا سوال کرنے کا
حکم و تعلیم اس لئے دی کہ اہل معرفت
اعمال میں محنت کے باوجود اپنے کسی عمل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صالحاً ولا حالاً ولا مقالاً نیر
جمعون الی سوال العفو کحال
المذنب المقصر۔
حال اور مقال پر نظر رکھتے بلکہ کوتاہی
کرنے والے گنہگار کی طرح وہ اپنے
رب سے معافی مانگتے ہیں۔

(لطائف المعارف: ۳۷۱)

حافظ ابن حجر مکی رقمطراز ہیں:

الما امر صلی اللہ علیہ وسلم
بسوال العفو فی لیلۃ القدر
بعد الاجتہاد فی الاعمال فیہا
وفی لیل العشر ایشاراً للمقام
الاعظم الاکمل والعمل الاسنی
الارفع وهو بذل الوسع فی
العمل مع عدم رؤیتہ والاعتداد
بہ والتعویل علیہ لشہودہ
لتقصیر وعدم وفائہ لما یجب
لتلک الاعمال وینفی لہا من
الکمالات والاعتبارات فمن
تامل ذلک علم انہ لیس لنفسہ
عمل ولا قال ولا حال فیرجع
الی سوال العفو کحال المذنب
المقصر۔ (اتحاف اہل الاسلام ۲۳۳)

رسول اللہ ﷺ نے شب قدر اور رمضان
کی آخری راتوں میں ریاضت و مجاہدہ
کے بعد معافی مانگنے کی تعلیم کے ذریعے
بڑے کامل مقام اور ارفع و بلند عمل کی
طرف متوجہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ
اعمال میں پوری محنت کرنے کے باوجود
ان پر نظر اعتماد بھروسہ اور گھمنڈ نہ کیا
جائے کیونکہ ان کا کیا مقام ہے اور جو لشکر
لازم ہے اس کی ادائیگی ان کے ساتھ ہو
ہی نہیں سکتی بلکہ ان سے اعلیٰ اور کامل عمل
ہونا چاہیئے جو ان میں غور کرے گا وہ جان
لے گا میرا نہ کوئی عمل ہے نہ حال و قال
لہذا وہ گنہگار بندے کی طرح معافی
مانگنے والا بن جائے گا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: حضور نبی کریم ﷺ کو شب قدر کا علم عطا فرمایا گیا یا نہیں؟

جواب: مفتی محمد خان قادری صاحب نے اپنی کتاب ”حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے“ میں اس کی بابت تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔
شب قدر اور علم نبوی:

متعدد احادیث واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر کی تعیین کا علم عطا فرمایا تھا اور فقط ایک سال اس کی تعیین کا علم اٹھایا تھا۔
۱۔ اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کر دیں تو میں آگاہ کر دوں:
حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس رات کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔

تبتغی فیہا لیلۃ القدر
آپ ﷺ نے فرمایا:

لولا ان تنزک الناس الصلوة الا
تلك الليلة لا خبرتک
اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں میں نماز ترک نہ کریں تو میں تجھے اس کے بارے میں آگاہ کر دیتا۔

امام بیہقی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

اسنادہ حسن (مجمع الزوائد ۳: ۱۷۸) اس روایت کی سند حسن ہے۔

امام طبرانی نے بھی اسے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(غایۃ الاحسان: ۵۳)

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے شب قدر کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کو اس حکمت کے تحت آگاہ نہ فرمایا کہ کہیں لوگ دیگر راتوں میں عبادت ترک نہ کر دیں۔

۲۔ اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا:

حضرت مرثد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے میں نے منیٰ میں جمرہ وسطیٰ کے پاس حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے:

ماکان احد باسئال عنها منیٰ جس قدر شب قدر کے بارے میں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اس قدر کسی نے نہیں پوچھا۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ وہ رمضان میں ہوتی ہے یا غیر رمضان میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بل ہی فی رمضان یہ رمضان میں ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سنا ہے یہ انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے جب ان کا وصال ہوتا ہے تو کیا اسے اٹھا لیا جاتا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بل ہی الی یوم القيامة یہ قیامت تک باقی ہے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے۔ فرمایا اسے عشرہ اول اور عشرہ آخر میں تلاش کرو اس کے بعد کچھ دیر اور باتیں ہوتی رہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ

فی ای العشرین؟ ان دونوں عشروں میں سے کس میں ہوتی ہے

فرمایا: اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

لا تسالنی عن شیء بعدہا اب اس کے بعد مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کچھ دیر ٹھہر کر میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آگاہ فرمادیجئے۔ آپ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اس قدر کبھی خفا نہیں ہوئے اور فرمایا:

ان الله لو شاء لا طلعكم عليها
القسوها في السبع الاوخر
اگر اللہ تعالیٰ پسند فرماتا تو تمہیں اس سے
آگاہ فرمادیتا، تم سات آخری راتوں
میں

(صحیح ابن خزیمہ ۳/۳۲۱) تلاش کرو۔

امام حاکم نے اسے روایت کر کے فرمایا، یہ شرائط مسلم پر صحیح روایت ہے، امام
ذہبی نے امام حاکم کے اس حکم کو ثابت رکھا۔ (المستدرک، ۱/۴۳۷)
امام اوزاعی سے مروی روایت میں یہ کلمات ہیں:

ان الله لو اذن لي لا خبرتكم
بها فالتمسوها في العشر الاوخر
في احدى السبعين ولا تسألني
عنها بعد مرتك هذه
اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس کے بتانے
کی اجازت دی ہوتی تو میں ضرور اس
کے بارے میں آگاہ کر دیتا، تم اسے آخری
عشرہ میں تلاش کرو، اس کے بعد مجھ سے
سوال نہ کرو۔

پھر آپ ﷺ صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے، تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا:
اقسمت عليك يا رسول الله يا رسول الله
لتخبرني اى السبعين هي؟
یا رسول اللہ! آپ کو قسم مجھے بتائیں
وہ کون سی ساتویں میں ہے۔

اس پر آپ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

لا ام لك هي تكون في السبع
الاوخر (موار والظمان ۹۲۶)
تیری ماں نہ ہو، یہ آخری ساتواں
میں ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محدث بزار کے الفاظ یہ ہیں:

الم انہک عنہا لو اذن لی لا
نباتک بہا
کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا
اگر میرے لئے رب کی طرف سے
اجازت ہوتی تو میں تجھے اس کے بارے
میں ضرور آگاہ کر دیتا۔

یہاں تو آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس کا علم ہے لیکن آگے بتانے
سے منع فرما رکھا ہے۔

۳۔ صحابی کا اس قدر سوال کرنا:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ سے شب قدر کے بارے میں اس قدر
سوالات کرنا بھی واضح کر رہا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے آگاہ ہیں
ورنہ اتنی دفعہ عرض نہ کرتے۔

۴۔ صحابی کو آگاہ فرمانا:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ ﷺ کی خدمت
اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کافی دیر ایک دیہات میں رہتا ہوں۔ بحمد اللہ وہاں
نماز ادا کرتا ہوں۔

فمرنی بلیلة النزلہا الی ہذا
المسجد۔
مجھے آپ حکم دیں میں کون سی رات مسجد نبوی
میں آپ کی خدمت میں آکر بسر کیا کروں
آپ ﷺ نے فرمایا:

انزل لیلة ثلاث عشرین رمضان کی تیسویں رات آیا کرو۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ صحابی ہمیشہ تیسویں رمضان کو مسجد نبوی میں آکر شب بیداری کرتے۔
لوگوں نے اس کے صاحبزادے سے پوچھا 'بتاؤ آپ کے والد گرامی اس رات کیا
کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا وہ عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہو جایا کرتے۔

فلا يخرج الا لحاجة حتى صلى اور صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے
الصبح فاذا صلى الصبح وجدوا بته باہر نہ آتے فجر کی نماز ادا کر کے اپنی
علی باب المسجد فجلس عليها سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات چلے جاتے
ولحق بباديته (ابوداؤد: ۱۹۶)

اس کے تحت فوائد بیان کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمن حسن الحمیدانی رقمطراز ہیں:

فهذا يشعر ضمنا بان رسول صلى الله عليه وسلم قد ولد له على افضل ليالى العشر الاخير من رمضان وهي ليلة القدر
یہ حدیث ضمناً اس بات سے آگاہ کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو رمضان کے آخری عشرہ کی افضل رات کے بارے میں آگاہ فرمایا اور وہ شب قدر ہی ہے۔ (اصیام ورمضان: ۱۹۲)

حافظ ابن عبدالبر اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں:

اما حديث عبد الله بن انيس حضرت عبد الله بن انيس الجعفي رضي الله عنه والي الجعفي فهو مشهور (التمهيد ۲، ۲۰۵) حدیث مشہور کے درجہ پر فائز ہے۔

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں چھوٹا تھا، بنو سلم کے لوگوں کی ایک مجلس میں شریک تھا، انہوں نے کہا: کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھے؟ میں نے کہا: یہ کام میں کروں گا۔ یہ اکیس رمضان کی بات ہے، میں نے اس دن مغرب کی نماز حضور ﷺ کی اقتداء میں ادا کی اور آپ کے حجرۃ النور کی چوکھٹ پر کھڑا ہو

گیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے مجھے اندر داخل ہونے کا فرمایا، پھر آپ نے رات کا کھانا کھایا، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: میرے نعل لاؤ۔ میں نے پیش کئے، میں بھی آپ کے ساتھ چلا راستہ میں فرمایا:

تمہیں کوئی کام تھا؟

كان لك حاجة

میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ

ارسلني اليك رهط من بني سلمة مجھے آپ کی خدمت میں بنو سلمہ کے لوگوں
يسأونك عن ليلة القدر نے بھیجا ہے تاکہ شب قدر کے بارے
معلوم کروں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: آج رمضان
کی بائیسویں رات ہے فرمایا:

هي الليلة ثم رجع فقال والقابلة فرمایا یہی رات۔ پھر فرمایا آئندہ رات یعنی
یرید ليلة ثلث و عشرين رمضان کی تیسویں رات ہے۔

(ابوداؤد: ۱، ۱۹۶)

جھنی کی رات:

چونکہ اس صحابی کا تعلق جھنی قبیلہ سے تھا، لہذا یہ رات اہل مدینہ کے ہاں لیلۃ
الجھنی (جھنی کی رات کے نام سے مشہور ہوئی)

امام ابن عبد البر رمضان کی تیسویں رات کے بارے میں لکھتے ہیں:

هذه الليلة تعرف بليلة الجھنی مدینہ طیبہ میں یہ رات لیلۃ الجھنی کے
بالمدينة۔ (اتحاف اہل الاسلام ۲۲۵) نام سے معروف ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مسند ابن راہویہ میں ہے کہ قبیلہ بنو بیاضہ میں سے ایک صحابی تھے جنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دُور رہتا ہوں مجھے شب قدر کے بارے میں فرمائیے تاکہ میں بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جایا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: انزل لیلة ثلاث و عشرين تم تیسویں رمضان کو آ جایا کرو۔

(مسند اسحاق بن راہویہ)

اگر تعین کا علم نہ ہوتا تو آپ ﷺ تیسویں کا تعین نہ فرماتے۔

شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول:

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اہل مدینہ رمضان کی تیسویں رات کو شب قدر کے طور پر منایا کرتے تھے یعنی اس میں خصوصی عبادت اور دعا کا اہتمام کیا کرتے۔ شیخ ابن رجب امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ شب قدر تیسویں رمضان ہے پھر لکھتے ہیں:

وهذا قول اهل المدينة وحكاہ یہ اہل مدینہ کا قول ہے اسے حضرت سفیان الثوری عن اهل مكة سفیان ثوری نے اہل مکہ و مدینہ سے والمدينة (لطائف المعارف ۳۵۸) بیان کیا ہے۔

شب قدر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے معمولات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما کے استاذ حضرت ایوب السختیانی رحمہما کے بارے میں کہتے ہیں:

وكان ايوب السختياني يغتسل حضرت ایوب السختیانی تیسویں اور لیلة ثلاث و عشرين و اربع چوتیسویں رات کو غسل کرتے نئے پکڑے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وعشرين ويلبس ثوبين جديدين
والستجمر و يقول ليلة ثلاث
وعشرين هي ليلة اهل المدينة
والتي تليها ليلتنا يعني للبصرين
آگے چل کر لکھتے ہیں:

كان حميد و ايوب و ثابت
يحتاطون فيجمعون بين
الليالتين عنى ليلة ثلاث و اربع
(لطائف المعارف ۳۵۹)

حافظ ابن حجر مکی اہل مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان قول اهل المدينة وحكاية
سفيان الثوري عن اهل مكة
ايضاً انها ليلة ثلاث و عشرين
و عليه مكحول و كانت عائشة
و ابن عباس يوقظان اهلها فيها
(اتحاف اہل الاسلام ۲۲۵)

۵۔ ایک اور صحابی کو مطلع فرمایا:

مذکور صحابی کے علاوہ بھی ایک صحابی کو لیلۃ القدر کے بارے میں آگاہ فرمایا
مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ ایک شخص نے خدمت اقدس میں
حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر روزے رکھنا دشوار ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فمرنى بلىة لعل الله تعالى مجھے ایسی رات بتاویں جس میں اللہ تعالیٰ

یوفقنى فیہا لليلة القدر مجھے شب قدر عطا فرمادے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

علیک بالسابعة (مسند احمد) تم ساتویں رات عبادت کرو۔

حافظ ابن حجر مکی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور فرمایا لفظ سابعۃ میں دو احتمال ہیں اس سے سابقہ تیسویں یا آئندہ ستائیسویں بھی مراد ہو سکتی ہے، تو ممکن ہے اس سے مراد بھی تیسویں رات ہی ہو۔ (اتحاف ۲۲۶)

امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا:

ورجالہ رجال الصحیح اس روایت کے رجال صحیح کے رجال

(مجمع الزوائد ۳: ۱۷۶) ہیں۔

شیخ ابن رجب کا اس پر تبصرہ یہ ہے۔

واسنادہ علی شرط البخاری اس کی سند امام بخاری کے شرائط پر ہے۔

۶۔ حضرت سفیان بن عیینہ کا قول:

بخاری میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول منقول ہے:

ماکان فی القرآن ما ادراک قرآن میں جس چیز کا بیان ”وما ادراک“

فقد اعلمہ وما قال یدرک فانہ کے ساتھ ہے اس کا آپ کو علم عطا کیا گیا

لم یعلمہ (البخاری) باب فضل لیلۃ القدر ہے اور جس کا ذکر ”یدرک“ کے ساتھ

ہے اس کا علم آپ کو نہیں۔

شیخ ابو حاتم رازی سے ان کا یہ قول ان الفاظ میں منقول ہے:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كل شيء في القرآن وما ادراك
فقد اخبره به وما يدريك
فلم يخبره به (عمدة القاری ۱۱: ۱۳۰)

جس کا ذکر قرآن میں وما ادراك
سے ہے اس پر آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا
ہے اور جس کا تذکرہ يدريك سے
ہے اس کی خبر آپ ﷺ کو نہیں دی گئی۔

حافظ ابن حجر اس قول کے تحت رقمطراز ہیں:
ومقصود ابن عينية انه صلى الله
عليه وسلم كان يعرف تعيين
ليلة القدر (فتح الباری ۴: ۱۳۰)

امام ابن عینیہ کا مقصود یہ ہے کہ آپ ﷺ
شب قدر کو معین طور پر جانتے تھے۔

دوسرے حصہ کا رد:

مذکورہ ضابطہ کے پہلے حصہ کو تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسرے حصہ کو کامل طور پر نہیں
بلکہ جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ محدثین کرام نے اس پر سوال اٹھایا ہے۔ قرآن مجید کی
یہ آیت مبارکہ

وما يدريك لعله يزكى
اور تمہیں کیا معلوم شاید! وہ ستھرا ہو۔

میں نازل ہوئی ہے اور آپ ﷺ ان کے حال سے واقف تھے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

وقد تعقب هذا الحصر بقوله
اس حد بندی پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی

وما يدريك لعله يزكى
و ما يدريك لعله يزكى سے

اعتراض کیا گیا کہ یہ آیت مبارکہ صحابی

رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

کے بارے میں نازل ہوئی اور آپ ﷺ

ان کے بارے میں خوب جانتے تھے کہ

تزكى و نفعته الذكري

(فتح الباری ۴: ۳۰۶)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو تزکیہ پانے والے اور نصیحت سے نفع اٹھانے والے ہیں یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہاں ”وما یدریک“ کا لفظ آیا ہے اس کا علم حضور ﷺ کو عطا کیا گیا محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ آیات میں ”وما یدریک“ ہے حالانکہ آپ ﷺ کو اس کا علم تھا۔

۷۔ محدثین کی تائید:

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھایا گیا لیکن محدثین نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اس کے بعد آپ ﷺ کو اس کی تعیین کا علم تھا یا نہیں؟ امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے ان الفاظ میں سوال ذکر کیا ہے:

لما تقرر ان الذی ارتفع علم تعینہا فی تلك ما السنة فهل اعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذالك بتعینہا جب یہ بات ثابت ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا لیا گیا ہے تو اس کے بعد حضور ﷺ اس کا معین طور پر علم رکھتے تھے۔

اور دونوں نے جواب میں حضرت سفیان بن عیینہ کے حوالے سے کہا: انه اعلم بعد ذلك تعینہا (عمدة القاری ۱۱، ۱۳۸، فتح الباری ۴: ۲۱۷) اس سال کے بعد آپ ﷺ کو شب قدر کی تعیین کا علم تھا۔

اور دور قریب کے عظیم محدث شیخ عبداللہ الصدیق الغماری اس مسئلہ پر رقمطراز ہیں: قلت والصحيح انه صلی اللہ علیہ وسلم كان يعلمها (غایۃ الاحسان ۵۳) صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ کو شب قدر کے بارے میں علم رکھتے تھے۔

Click For More Books

الغرض ان سات شواہد سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ سرور عالم ﷺ کو شب قدر کا معین طور پر علم تھا اس کا انکار ہرگز مناسب نہیں۔

اشکال کا جواب:

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی دینا ضروری ہے۔ اشکال یہ ہے شیخ محمد بن نصر نے حضرت واہب المفاخری سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا:

هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم ليلة القدر؟
کیا رسول اللہ ﷺ شب قدر کے بارے میں جانتے تھے؟
انہوں نے فرمایا:

لا لو علمها لما اقام الناس غيرها
(فتح الباری ۴: ۲۱۷)
نہیں اگر جانتے ہوتے تو لوگوں سے دیگر راتوں میں قیام نہ کرواتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ ان کا یہ قول محض اجتہاد ہے حتمی بات نہیں کیونکہ

لا احتمال ان يكون التعبد وقع
بذلك ايضاً فيحصل الاجتهاد
في جميع العشر (فتح الباری ۴: ۲۱۷)
یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس ذریعہ سے بھی عبادت کی جائے تاکہ پورے عشرہ میں عبادت الہی میں محنت و جدوجہد رہے۔

ارشاد نبوی سے تائید:

حافظ ابن حجر کی رائے پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے لیلة القدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

Click For More Books

لولا ان تحرك الناس الصلوة الا
تلك الليلة الا خبرتك
(مجمع الزوائد ۳: ۱۷۸)
اگر لوگ اس رات کے علاوہ (بقیہ راتوں)
میں عبادت ترک نہ کر دیں تو میں شب
قدر پر مطلع کر دوں۔

یعنی مخفی رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں
حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

سوال: لیلة القدر کا ایک تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کریں؟
جواب:

سنن ابن ماجہ ابواب الصیام کے باب ما جاء فی فضل شهر رمضان میں ہے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رمضان جب آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: یہ مہینہ تم پر آگیا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو
اس رات سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا اور محروم وہی رہے گا جس کی قسمت
میں محرومی ہے۔

احادیث میں لیلة القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی مختلف راتوں
میں تلاش کرنے کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ آخری عشرے اور اس کی مختلف راتوں
کے متعلق شب قدر کے حوالے سے چند ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

آخری عشرہ:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہے:
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي
حَضْرَتِ عَائِشَةَ صَدِيقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَيْتُ كَرْتِي
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی عبادت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ كَآخِرِ عَشْرِهِ فِي غَيْرِهِ۔ (رواہ مسلم)
اتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

یہ حدیث مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلھا میں ہے۔
یہ حدیث سنن ابن ماجہ شریف ابواب الصیام کے باب فی فضل العشر الاواخر میں ہے۔
یہ حدیث ترمذی ابواب الصوم میں بھی ہے۔
اس سے اگلی حدیث میں ہے:

(۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِزْرَةً وَأَحْيَى لَيْلَهُ وَاقْبَضَ أَهْلَهُ۔ (متفق علیہ)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر بستہ ہو جاتے اور راتوں کو خود جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد شریف میں تفریع ابواب شہر رمضان میں ہے۔
یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان میں ہے۔

یہ حدیث سنن ابن ماجہ ابواب الصیام میں بھی ہے۔
مفتی احمد یار خان نعیمی مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳، صفحہ ۲۲۱ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مِزْرًا ازار سے بنا بمعنی تہبند یا پانچامہ لفظی معنی ہوئے اپنا تہبند باندھ لیتے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد ہے شاق کاموں کیلئے تیار ہو جاتے جیسے کہا جاتا ہے اٹھ باندھ کمر کیا بیٹھا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ مقصد یہ ہو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں ازواج مطہرات سے قطعاً علیحدہ رہتے اعتکاف کی وجہ سے بھی اور زیادہ عبادتوں میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مشغولیت کے سبب سے بھی۔

نبی کریم ﷺ اس عشرہ کی راتوں میں قریباً تمام رات جاگتے تھے۔ تلاوت قرآن نوافل ذکر اللہ میں راتیں گزارتے تھے اور ازواج مطہرات کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔

(۳) مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر و بیان محلّھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شب قدر
وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا کو ڈھونڈنا چاہتا ہے وہ اس کو (رمضان
فَلْيَلْتَمِسَهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ۔ کے) آخری عشرے میں تلاش کرے۔

(۴) سنن ابن ماجہ ابواب الصیام باب فی لیلة القدر میں ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے تو آپ نے فرمایا: مجھے لیلة القدر دکھائی گئی
تھی لیکن میں اسے بھول گیا ہوں اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

(۵) ترمذی شریف ابواب الصوم باب ماجاء فی لیلة القدر میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان شریف کے
آخری دس دنوں میں اعتکاف بیٹھتے اور ارشاد فرماتے: رمضان کے آخری عشرہ میں لیلة
القدر کو تلاش کرو۔

آگے فرماتے ہیں:

ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ لیلة القدر آخری دس راتوں میں پھرتی ہے۔

آخری عشرہ کی تمام طاق راتیں:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (رواه البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر میں ہے۔

(۲) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ التَّمِسُّوهَا يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِي خَمْسٍ يَبْقَيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ آخِرِ لَيْلَةٍ (رواه الترمذی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ لیلۃ القدر کے بارے میں اکیسویں، تیسویں، پچیسویں یا ستائیسویں، اسیسویں رات کو تلاش کرو۔ (ترمذی)

(۳) مسلم کتاب الصیام کے باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلّھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَى رَجُلٌ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ فَاطْلُبُوهَا فِي الْوَتْرِ مِنْهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رمضان کی ستائیسویں شب میں لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب آخری دس دنوں میں واقع ہوا ہے پس لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۴) بخاری شریف کتاب الصیام کے باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا۔ آپ بیس تاریخ کی صبح کو باہر تشریف لے گئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے شب قدر دکھائی دی گئی تو میں اُسے بھول گیا یا وہ مجھے بھلا دی گئی۔ پس اُسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور میں نے دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے اُسے لوٹ جانا چاہیے۔ ہم لوٹ گئے اور ہمیں آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آتا تھا چنانچہ ایک بدلی آئی اور برسنے لگی یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی جو کھجور کی شاخوں کی تھی نماز قائم کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ مٹی کا نشان میں نے آپ کی مبارک پیشانی میں دیکھا۔

آخری عشرہ کی آخری سات راتیں:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ رَأَيْتُمْ قَدْ تَوَاطَّاتُ فِي السَّبْعِ	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب نے خواب میں شب قدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں دیکھا۔ اس سلسلہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہارے خوابوں میں مماثلت دیکھتا ہوں تم میں
--	--

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الْأَوَّاهِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيًا
فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْوَاخِرِ

سے شب قدر کا متلاشی شب قدر کو رمضان
کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(متفق علیہ)

یہ حدیث مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر میں ہے۔

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر میں ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآة شرح مشکوٰۃ (جلد ۳، ص ۲۱۷) میں اس

حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

”اے صحابہ تمہاری خواہیں شخصی تعین میں تو مختلف ہیں مگر نوعی تعین میں متفق

ہیں کہ ہر شخص نے اسے رمضان کے آخری ہفتہ میں دیکھا“

(۲) صحیح مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر و بیان محلّھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا

لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْوَاخِرِ

یہ حدیث ابوداؤد شریف ابواب شھر رمضان کے باب من روى فی السبع

الواخر میں بھی ہے۔

(۳) مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر و بیان محلّھا میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّحَرُّوْهَا

فِي الْعَشْرِ الْوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ

فَإِنْ ضَعُفَ أَحَدُكُمْ أَوْ عَجَزَ فَلَا

سے کسی شخص کو ضعف یا عجز لاحق ہو تو وہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

يُغْلِبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي
آخری سات دنوں کے اندر تلاش کرنے
میں سستی نہ کرے۔

آخری عشرہ کی آخری سات راتوں کی طاق راتیں:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّمَسُّوْهَا فِي
الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي
سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان
کے آخری عشرہ میں لیلة القدر کو تلاش کرو
(خصوصیت کے ساتھ) پچیسویں
ستائیسویں اور اثنیسویں راتوں میں۔

(بخاری)

(رواہ البخاری)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب تحری لیلة القدر فی

الوتر من العشر الاواخر میں ہے۔

(۲) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی تیسری فصل میں ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا
بَلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَا حَى رَجُلَانِ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمُ
بَلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَا حَى فَلَانٌ وَفَلَانٌ
فَرَفَعْتُ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا

حضرت عباسہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں لیلة
القدر کے بارے میں بتانے کیلئے حجرہ
سے باہر تشریف لائے تو آپ نے دو
مسلمانوں کو آپس میں جھگڑتے دیکھ کر فرمایا
میں تو باہر اس لئے آیا تھا کہ تمہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ كے بارے میں بتاؤں لیکن
وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (رواہ البخاری) فلاں اور فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے
اس کی شناخت اٹھالی گئی اب ممکن ہے
کہ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہو لہذا اب
اس کو پچیسویں یا ستائیسویں اور اثنیسویں
میں تلاش کرو۔ (بخاری)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب الصیام کے باب تحری لیلۃ القدر فی
الوتر من العشر الاواخر میں ہے۔

آخری طاق رات یعنی اثنیسویں رمضان:

ترمذی شریف ابواب الصیام کے باب ما جاء فی لیلۃ القدر میں ہے:
عُثِّقَ بن عبد الرحمن فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد صاحب نے بیان کرتے
ہوئے فرمایا کہ میں نے ابوبکرہ کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: میں اسے
تلاش نہیں کرتا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ایک بات سنی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو وہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہے نیز میں
نے سنا آپ نے فرمایا: اسے تلاش کرو جب نو یا سات یا پانچ یا تین راتیں یا آخری
رات باقی رہ جائے۔

ابوبکرہ رمضان کے پہلے بیس دنوں میں عام دنوں کی طرح نماز پڑھتے جب
آخری دس دن شروع ہوتے تو کوشش کرتے۔
امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ستائیسویں رمضان المبارک:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ زُرَّابِ بْنِ حَبِشٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي
بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ
مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ
يُصِبُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ
أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَّا إِنَّهُ قَدْ
عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي
الْعَشْرِ الْآخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَ
عِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَنْبِيَنَّهَا
لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بَايَ شَيْءٍ
تَقُولُ ذَلِكَ يَا أبا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ
أَوْ بِأُيَا لَيْلَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا تَطْلُعُ
يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا
(رواه مسلم)

حضرت زرارہ بن حبیش رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ میں نے جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
سے معلوم کیا کہ آپ کے بھائی جناب
عبداللہ ابن مسعود یہ کہتے ہیں کہ جو شخص
روزانہ شب بیداری کرتا ہو وہ لیلة القدر
کو پا لے گا۔ ابی بن کعب نے فرمایا: اللہ
ان پر رحمت فرمائے۔ انہوں نے لوگوں
کو مشقت میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر
لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ رمضان
میں اور اس کے بھی آخری عشرہ میں اور
ستائیسویں شب کو ہے (لوگ صرف اسی
رات کو عبادت کریں گے) پھر جناب
ابی بن کعب نے بغیر انشاء اللہ کہے قسم
کے ساتھ کہا کہ وہ ستائیسویں شب کو ہے
راوی کہتے ہیں میں نے جناب ابی سے
سوال کیا کہ آپ اے ابوالمنذر راستے یقین
سے کس طرح کہتے ہیں تو انہوں نے کہا
کہ اس علامت کی وجہ سے یا نشانی کی وجہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے (شک راوی) جو ہمیں نبی علیہ السلام
نے بتائی ہے کہ اس دن سورج اس طرح
طلوع ہوتا ہے کہ اس میں تیز روشنی
نہیں ہوتی۔ (مسلم)

یہ حدیث مسلم شریف باب فضل لیلۃ القدر و بیان محلہا میں ہے۔

یہ حدیث ترمذی شریف ابواب الصوم میں بھی ہے۔

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ (جلد ۳، ص ۲۲۰)

میں لکھتے ہیں:

(۱) حضرت زہرا بن حبیش جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ آپ زبردست قاری
تھے۔ حضرت ابن مسعود ابی بن کعب کے ساتھیوں میں سے تھے۔

(۲) شب بیداری سے مراد نماز تہجد پڑھنا ہے کیونکہ تمام سال پوری رات جاگنا
شرعاً ممنوع ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا (رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے)

(۳) میرا بھی گمان غالب قریباً یقین ہے اور حضرت ابن مسعود کا بھی کہ شب قدر
ستائیسویں رمضان کی رات ہے مگر انہوں نے اس کا اظہار محض اس لئے نہ کیا کہ تم لوگ
اس کی تلاش نہ چھوڑ دو۔ تلاش میں لگے رہو تو ثواب پاتے رہو اس لئے کہ اچھی چیز کی
تلاش بھی اچھی ہے۔

(۴) آپ نے بغیر انشاء اللہ کہے قسم کھانی کہ وہ ستائیسویں شب ہے یعنی یوں فرمایا
کہ قسم خدا کی شب قدر ستائیسویں رمضان کی شب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسائل
اجتہاد یہ پر قسم کھائی جاسکتی ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سنن ابوداؤد شریف ابواب شہر رمضان کے باب من قال سبع و
عشرون میں ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

قَالَ: لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرَيْنَ شب قدر ستائیسویں رات کو ہوتی ہے۔
یہ حدیث صحیح ابن حبان جلد ۸، ص ۴۳۷، سنن کبریٰ جلد ۲، ص ۳۱۲، معجم کبیر
جلد ۱۹، ص ۳۰۱ میں بھی ہے۔

حضرت ابن عباس کی ایک روایت میں ہے:
اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں، سات آسمان (ہفتہ کئے) سات دن بنائے، زمانہ
بھی سات کے عدد میں گھومتا ہے، انسان کی تخلیق بھی سات درجات میں فرمائی، انسان
سات زمینی چیزیں کھاتا ہے، سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے، طواف میں سات چکر ہیں اور
شیاطین کو سات سات کنکریاں ماری جاتی ہے۔ (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۴۳)
اور دوسری روایت میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی (سورہ فاتحہ کی سات آیتیں) عطا فرمائی، جن عورتوں
سے اللہ تعالیٰ نے نکاح حرام کیا وہ بھی سات قسم پر ہیں، قرآن مجید میں سات قسم کے
لوگوں کے حصے بیان فرمائے ہیں اور صفا و مروہ کے بھی چکر سات ہی ہیں۔ (درمنثور)
امام رازی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ
لیلة القدر کے حرف نو ہیں اور یہ لفظ قرآن مجید میں تین بار ذکر کیا گیا ہے جن کا
حاصل ضرب ستائیس ہے، اس لئے یہ رات ستائیسویں شب ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳۲، ص ۳۰)

Click For More Books

امام رازی لکھتے ہیں:

ابو عثمان الزاہد کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد مصری کو مکہ مکرمہ میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں مصر کی ایک جامع مسجد میں معتکف تھا، میرے پاس ابو علی اللعلکی تشریف لائے تھے مجھے نیند آگئی، میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ جیسے آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے تکبیر و تہلیل پڑھتے ہوئے اتر رہے ہوں، چنانچہ میں بیدار ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ آج کی رات ضرور لیلة القدر محسوس ہوتی ہے، یہ ستائیسویں رات کی بات ہے۔ (فضائل الاوقات ص ۲۴۹)

پچیسویں رمضان المبارک:

(۱) سنن ابوداؤد شریف باب فی لیلۃ القدر میں ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّمَسُّوْهَا فِي
الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ رَمَضَانَ فِي تَاسِعَةٍ
تَبْقَى وَفِي سَابِعَةٍ تَبْقَى
وَفِي خَامِسَةٍ تَبْقَى

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو
رمضان المبارک کی آخری دس راتوں
میں تلاش کرو جبکہ نو راتیں سات راتیں
یا پانچ راتیں باقی ہوں (یعنی اکیسویں
تیسویں اور پچیسویں رات کو)

(۲) تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لیلۃ القدر پچیسویں رات ہے۔

تیسویں رمضان المبارک:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر کی دوسری فصل میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لِي بِأَدِيَّةٍ أَكُونُ
فِيهَا وَأَنَا أَصَلِّي فِيهَا بِحَمْدِ اللَّهِ
فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلَ لَهَا إِلَيَّ هَذَا الْمَسْجِدِ
فَقَالَ أَنْزَلَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ قِيلَ
لَا بَنِيهِ كَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ
قَالَ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى
الْعَصْرَ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى
يُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ
وَجَدَ دَابَّةً عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے
عرض کیا یا رسول اللہ میں جنگل میں رہتا
ہوں اور اللہ کے فضل و کرم سے وہیں
مصرف عبادت رہتا ہوں۔ آپ مجھے
ایک رات بتادیں تاکہ اس رات میں مسجد
حاضر ہو جایا کروں۔ تو آپ نے فرمایا تم
رمضان کی تیسویں تاریخ کو مسجد میں آیا
کرو۔ (راوی کہتے ہیں) جب جناب
عبداللہ کے بیٹے سے معلوم کیا گیا کہ تمہارے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ

(رواہ ابو داؤد)

والد کس طرح عمل کرتے تھے تو انہوں

بتایا کہ وہ عصر کی نماز کے بعد مسجد میں آ

جاتے تھے اور اس کے بعد کسی ضرورت کے

علاوہ مسجد سے نہیں نکلتے تھے یہاں تک

کہ فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد

اپنی سواری مسجد کے دروازہ پر پاتے اور

اور اس پر بیٹھ کر جنگل چلے جاتے۔

(ابو داؤد)

یہ حدیث ابو داؤد شریف، تفریع ابواب شہر رمضان میں ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ (جلد ۳، ص ۲۲۳)

میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن اُنس کہتے ہیں کہ میرا مکان مدینہ منورہ سے دُور اپنی زمین

میں واقع ہے۔ جہاں میرا کنواں باغ وغیرہ ہے۔ وہاں ہی میرے جانور رہتے ہیں اور

وہاں ہی میرے بال بچے۔ عرب میں یہ بات عام مروج تھی کہ باغوں، زمینوں والے

اپنی زمینوں میں رہتے تھے۔

(۲) اس طرح کہ اس زمین میں میں نے مسجد بنالی ہے جہاں ہم سب گھر والے

باجماعت نمازیں پڑھ لیا کرتے ہیں جیسا کہ پنجاب میں کنوؤں کی مسجدوں میں ہوتا

ہے۔ لہذا ان صحابی پر ترک جماعت کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(۳) یعنی مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو جایا کروں رات بھر نوافل پڑھنے کیلئے یعنی

شب قدر کے متعلق بتا دیں تاکہ زمان اور مکان دونوں کی برکتیں حاصل کر لیا کروں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شب قدر ہو مسجد نبوی کی زمین پاک ہو اور میری جبین نیاز ہو اس طرح نوافل ادا کر لیا کروں۔ رب تعالیٰ ہم کو بھی کبھی یہ سعادت میسر کرے۔ (آمین)

(۴) تیسویں رمضان کی رات یہاں آ کر شب بیداری اور نوافل ادا کیا کرو کہ یہ رات شب قدر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کو شب قدر کا علم دیا گیا۔

(۵) یعنی میرے والد بانیسویں رمضان کی عصر پڑھ کر مسجد نبوی میں داخل ہو جاتے تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ نماز عصر اپنے گھر پڑھ کر آتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ نماز عصر یہاں مسجد نبوی شریف میں ہی پڑھتے ہوں۔ تب داخلہ سے مراد ٹھہرے کا داخلہ ہوگا۔ اس طرح کہ یہاں عصر پڑھی پھر ضروریات سے فارغ ہوئے پھر رات بھر قیام کے ارادے سے مسجد میں آئے۔

(۶) ظاہر یہ ہے کہ حاجت سے مراد مطلق ضرورت ہے تو آپ تمام ضروریات انسانی سے ایسے فارغ ہو کر مسجد میں داخل ہوتے تھے کہ پھر وضو کیلئے بھی باہر نہ آتے تھے۔ وضو ٹوٹتا ہی نہ تھا اس جملہ کی اور بہت شرحیں کی گئی ہیں مگر یہ شرح بہت ہی مناسب ہے۔ خیال رہے کہ آپ معتکف نہ ہوتے تھے کیونکہ فرضی اعتکاف تو چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے اور اعتکاف سنت رمضان کے پورے آخری عشرے کا اور اعتکاف نفلی ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے مگر اس میں مسجد سے باہر آنا ممنوع نہیں جب چاہے معتکف باہر آ جائے اور جب چاہے اندر جائے اور پھر نیت اعتکاف کرے۔ لہذا جن شارحین نے اس سے اعتکاف سمجھا وہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ آپ اس رات کی حاضری کو غنیمت جانتے تھے اور ایک منٹ کیلئے بھی باہر نہ آتے تھے۔

(۷) اور پھر شہر میں کبھی بکھار آتے اس سے اشارہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس رات کو وہ شب قدر جان کر یہ عبادت کرتے تھے جیسا کہ مرقات میں ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) صحیح مسلم کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر و بیان محلّھا میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن انیس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے شب قدر دکھائی گئی، پھر بھلا دی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ میں شب قدر کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت ابن انیس کہتے ہیں کہ تیسویں شب بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کے نشان تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس تیسویں شب کو شب قدر کہتے ہیں۔

اکیسویں رمضان المبارک:

(۱) مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر کی پہلی فصل میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرًا الْأَوَّلَ مِنْ
رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ
فِي قُبَّةِ تَرْكِيَّةٍ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ
إِنِّي اعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ
الْتِمِسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكِفُ
الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ اتَيْتُ
فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ
فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو میں لیلة القدر کو تلاش کرتا رہا پھر میں نے دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیلة القدر تو رمضان کے آخری عشرہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الْعَشْرَ الْآخِرَ فَقَدْ أَرَيْتُ
هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ انْسَيْتُهَا وَقَدْ
رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ
صَبِيحَتِهَا فَالْتِمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ
الْآخِرِ وَالْتِمِسُوهَا فِي كُلِّ وَتَرٍ
قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ
وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ
فَوَكَّفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرْتُ عَيْنَايَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ
مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ فِي الْمَعْنَى وَاللَّفْظِ لِمُسْلِمٍ
إِلَى قَوْلِهِ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ
الْآخِرِ وَالْبَاقِي لِلْبُخَارِيِّ وَفِي
رِوَايَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ لَيْلَةَ
ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ (رواه مسلم)

میں ہے اب جو میری سنت کے اتباع
میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اس کو چاہیے
کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ مجھے
یہ رات خواب میں دکھائی گئی ہے لیکن
بعد میں اس کا خیال میرے ذہن سے محو
کر دیا گیا اور صبح کو میں نے دیکھا کہ
میں گیلی کچر جیسی زمین میں محو سجدہ
ہوں لہذا تم اس (لیلۃ القد) کو آخری عشرہ
کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی
کہتے ہیں اس وقت بارش ہوئی تھی اور
مسجد نبوی کی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی
چھت کے ٹپکنے کی وجہ سے فرش پر کچر
ہوئی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی
پیشانی مبارک پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا
تھا اور یہ اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ امام
مسلم کی روایت صرف عشرہ اواخر تک کا
ذکر ہے اور مکمل متن حدیث امام بخاری
سے منقول ہے اور جناب عبداللہ بن انیس
کی روایت میں یہ تذکرہ تیسویں رات
کا ہے۔ (مسلم)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ حدیث مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل لیلة القدر میں ہے۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد شریف باب فی لیلة القدر میں ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآة شرح مشکوٰۃ (جلد ۳، ص ۲۱۹)

میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے (چھوٹا خیمہ) مسجد میں لگایا گیا تھا۔ اس سے معلوم

ہوا کہ معتکف مسجد میں اپنے لئے جگہ خاص کر لیتا ہے جہاں چادر وغیرہ تان لئے جس میں بغیر اجازت کوئی نہ آ سکے۔

(۲) صاحب مرقاۃ نے یہاں فرمایا کہ غالباً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی علامت بتائی

گئی تھی پھر وہ بلا دی گئی تاکہ اُمت اس کی تلاش میں کوشش کرے اور ثواب پائے۔

(۳) یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ اس سال شبِ قدر میں بارش ہوگی مسجد

نبوی شریف ٹپکے گی جس سے مسجد میں کچھڑ ہو جائے گا اور ہم اس کچھڑ میں نماز فجر ادا

کریں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر سال شبِ قدر میں بارش ہو کرے گی اور ہم کچھڑ میں

فجر پڑھا کریں گے۔

(۴) معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ قدر بالکل نہیں بھلائی گئی تھی بلکہ اس کا

تقرر و تعیین بھلا دیا گیا تھا اس لئے فرمایا کہ شبِ قدر آخری عشرہ رمضان کی طاق

تاریخوں تیسویں، پچیسویں وغیرہ میں ہے ڈھونڈو۔

اس حدیث کی وجہ سے بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ شبِ قدر اکیسویں

رمضان میں ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سال اکیسویں شب تھی ہمیشہ نہیں۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ دلائل ہر رات کے متعلق موجود ہیں مگر ستائیسویں شب

کے دلائل ہی قوی اور زیادہ ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ میں پیشانی زمین پر ضرور لگائے
اگرچہ فرش پر معمول کیچڑ ہو اور نماز میں پیشانی وغیرہ پونچھے نہیں، مٹی کیچڑ لگنے دے ہاں
بعد نماز پونچھ ڈالے کہ یہ عبادت کا اثر ہے جس کے اظہار میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

ترندی شریف ابواب الصوم باب ما جاء في ليلة القدر میں ہے:

امام شافعی فرماتے ہیں: میرے نزدیک اکیسویں رات کی روایت زیادہ قوی ہے
امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم کھاتے کہ وہ اکیسویں
رات ہے اور فرماتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی نشانی بتائی، ہم نے اسے شمار کیا اور یاد رکھا
شب قدر کی علامات:

صحیح مسلم شریف کتاب الصیام کے باب فضل ليلة القدر و بیان مکتھا میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
تَذَاكُرُنَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ
شِقِّ جَفْنَةٍ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے شب قدر کا تذکرہ کیا۔ آپ نے
فرمایا: تم میں سے کس کو یاد ہے؟ شب قدر
اس شب میں ہے جس میں چاند طشت
کے ٹکڑے کی طرح طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

یہ ایک نرم چمکدار رات ہے نہ گرم نہ سرد اس کی صبح کو سورج کمزور اور سُرخ
طلوع ہوتا ہے۔ (شعب الایمان جلد ۳، صفحہ ۲۲۰، ابن خزیمہ جلد ۳، صفحہ ۳۳۱)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

وہ چمکدار کھلی ہوئی ہے صاف و شفاف اور معتدل نہ گرم نہ سرد گویا اس میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چاند کھلا ہوا ہے اور اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل برابر،
مکیہ کی طرح، جیسا کہ چودھویں رات کا چاند شیطان اس دن کے سورج کے ساتھ نہیں
نکل سکتا۔ (مسند احمد جلد ۵، صفحہ ۳۲۲، مجمع الزوائد جلد ۳، صفحہ ۱۷۵)

✽ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج بغیر
شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم جلد ۱، صفحہ ۳۷۰، ابوداؤد جلد ۱، صفحہ ۱۹۵، ترمذی جلد ۱،
صفحہ ۹۸، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۲)



صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے



تالیف

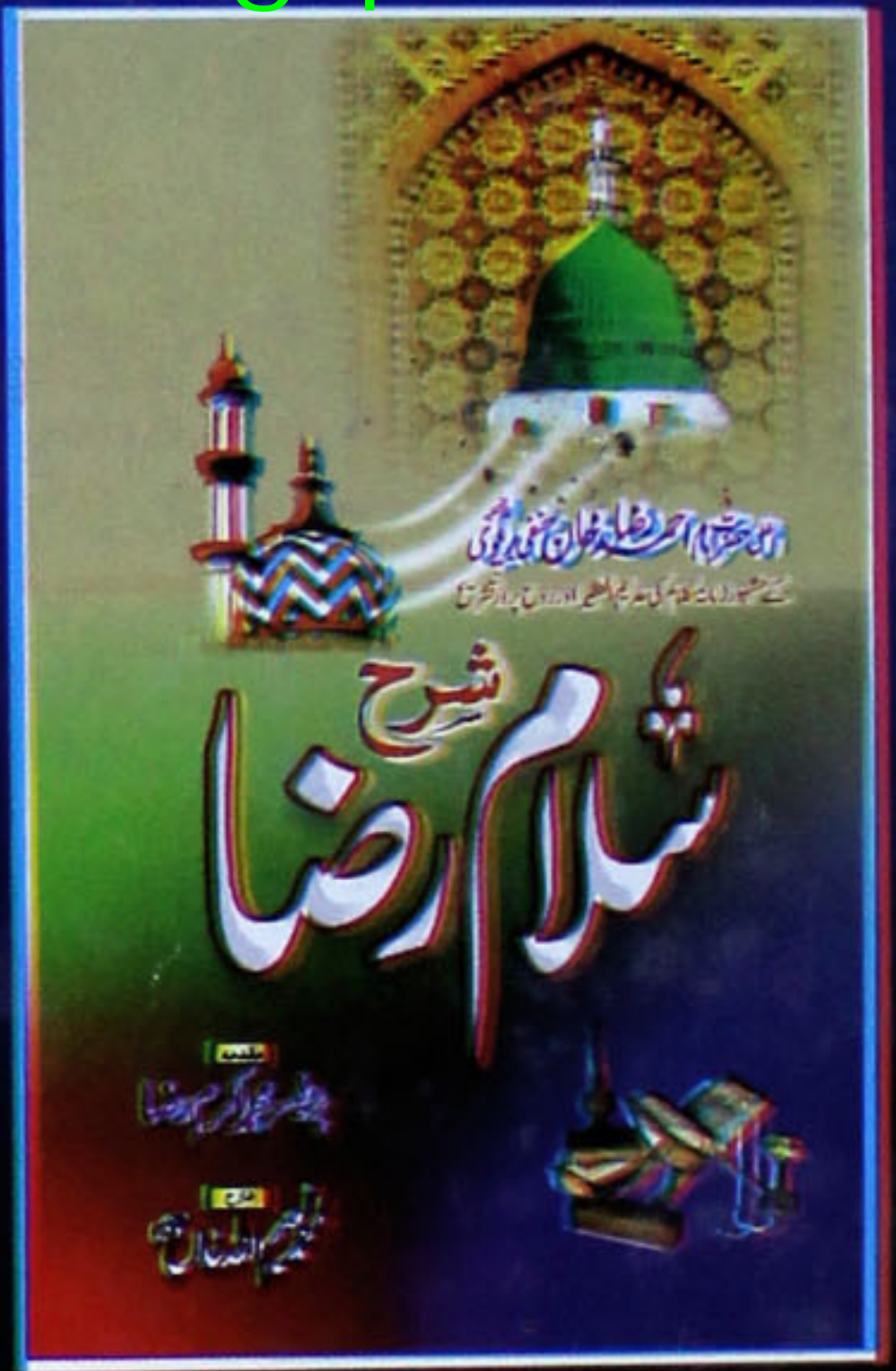
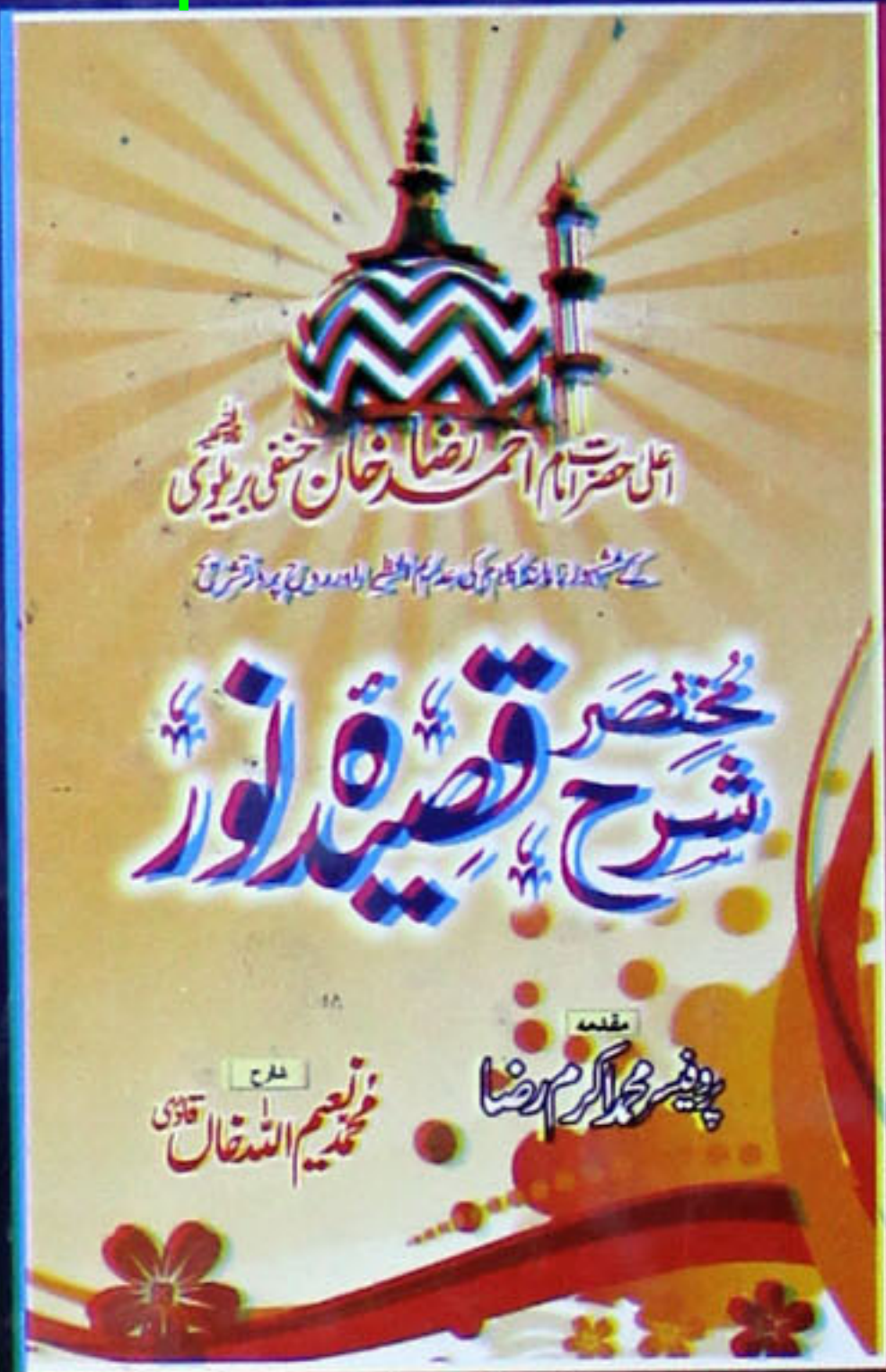
ابو کلیم محمد صدیق فانی رحمہ اللہ

اولیٰ بی بک سیٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ علیہ السلام

پیسپلز کاؤنٹی گوجرانوالہ 0333-8173630

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



صدر طبع مستقیم پبلیکیشنز
5-6 مرکز الاولیاء دربار مارکیٹ لاہور



اولیسی بک سیٹل
پینک لک ٹوٹی گوجرانوالہ
0333-8173630

Click For More Books